PAKISTAN SENATE
HOUSE OF THE FEDERATION

THE
SENATE OF PAKISTAN
DEBATES

OFFICIAL REPORT

Monday, 17th August, 2026
(363rd Session)
Volume XVII, No.06
(Nos.)

Printed and Published by the Senate Secretariat, Islamabad
Volume XVII SP.XVII(06)/2026
No.06 03

Contents

1. Recitation from the Holy Quran 1
2. Recitation of Naat 1
3. Panel of Presiding Officers 2
4. FATEHA 2
5. Leave of Absence 2
6. Presentation of Report of Standing Committee on Cabinet Secretariat on The Standard Time (Interpretation of References) (Amendment) Bill, 2026 4
7. Presentation of Report of Standing Committee on Cabinet Secretariat on [The Civil Servants (Amendment) Bill, 2026] 5
8. Point raised by Senator Raja Nasir Abbas, Leader of the Opposition regarding the growing concern over Ex-Prime Minister Imran Khan's health, political uncertainty and the country's deepening crisis 5
    - Barrister Aqeel Malik 9
    - Senator Raja Nasir Abbas, Leader of the Opposition 15
    - Senator Rana Sana Ullah Khan 19
    - Senator Muhammad Azam Khan Swati 21
    - Senator Azam Nazeer Tarar 23
    - Senator Mohsin Aziz 27
    - Dr. Tariq Fazal Chaudary, Minister for Parliamentary Affairs 29
    - Senator Raja Nasir Abbas 32
    - Senator Mashal Azam 32
    - Senator Muhammad Tallal Badar, MoS for Interior and Narcotics Control 35
    - Senator Zeeshan Khanzada 38
    - Senator Mohammad Abdul Qadir 41
    - Senator Mohammad Humayun Mohmand 45
    - Senator Nasir Mehmood 48

SENATE OF PAKISTAN
SENATE DEBATES

Monday, 17th August, 2026

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad at ten minutes past four in the evening with Mr. Chairman (Syed Yousaf Raza Gilani) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا كَبِيْرًا ﴿٩﴾ وَّاَنَّ الَّذِيْنَ لَا

يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿١٠﴾ وَيَدْعُ الْاِنْسَانُ بِالشَّرِّ دُعَآءَهٗ بِالْخَيْرِ ۭ وَكَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا ﴿١١﴾

ترجمہ: یہ قُرآن وہ رستہ دکھاتا ہے جو سب سے سیدھا ہے اور مومنوں کو جو نیک عمل کرتے ہیں بشارت دیتا ہے کہ اُن کے لئے اجر عظیم ہے۔ اور یہ بھی (بتاتا ہے) کہ جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے اُن کے لیے ہم نے دُکھ دینے والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ اور انسان جس طرح (جلدی سے) بھلائی مانگتا ہے اُسی طرح بُرائی مانگتا ہے اور انسان جلد باز (پیدا ہوا) ہے۔ سورۃ بنی اسرآئیل (آیات ۹ تا ۱۱)

Recitation of Naat

محشر میں قرب داور محشر ملا مجھے

ایسا پیغمبروں کا پیغمبر ملا مجھے

اللّٰہ کو سنانے لگا نعت مصطفیٰ

جب سایہ رسول ﷺ کا منبر ملا مجھے

دیکھا جو غرق ہو کے محمد کی ذات میں

دونوں جہاں کا مرکز و محور ملا مجھے

ایسا پیغمبروں کا پیغمبر ملا مجھے

Panel of Presiding Officers

Mr. Chairman: In pursuance of sub-Rule (1) of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 2012, I nominate the following members in order of precedence to form a Panel of Presiding Offices for 363rd Session Senate of Pakistan:-

1. Senator Manzoor Ahmed
2. Senator Shahadat Awan
3. Senator Abid Sher Ali

جناب چیئرمین: جی۔

FATEHA

سینیٹر منظور احمد: جناب چیئرمین! زیارت کے شہدا اور جو باقی forces کی شہادتیں ہوئی ہیں اُن کے لیے دُعا مغفرت کی جائے۔

جناب چیئرمین: سینیٹر عطاء الرحمٰن صاحب دُعا فرمائیں۔

سینیٹر عطاء الرحمٰن: جناب چیئرمین! بہت شکریہ۔ ایک ہمارے ایم این اے ملک محمد اقبال چنڑ صاحب فوت ہوئے ہیں بہاولپور سے ان کا تعلق ہے، جس طرح ہنہ اوڑک میں واقعات ہوئے ہیں اسی طرح ملک بھر میں operation کے نتیجے میں مسلمان شہید ہوئے ہیں forces کے نوجوان شہید ہوئے ہیں سب کے لیے دُعا مغفرت کرتے ہیں۔

(اس موقع پر ایوان میں دُعا مغفرت کی گئی)

Leave of Absence

Mr. Chairman: Senator Naseema Ehsan has requested for the grant of leave for the whole 362nd session due to personal engagements. Is leave granted?

(Leave was granted)

Mr. Chairman: Senator Anusha Rahman Ahmad Khan has requested for the grant of leave for 16th and 17th June, 2026 during the 362nd session due to personal engagements. Is leave granted?

(Leave was granted)

Mr. Chairman: Senator Gurdeep Singh has requested for the grant of leave for 16th June, 2026 during the 362nd session due to personal engagements. Is leave granted?

(Leave was granted)

Mr. Chairman: Senator Pervaiz Rashid has requested for the grant of leave for 18th June, 2026 during the 362nd session due to personal engagements. Is leave granted?

(Leave was granted)

Mr. Chairman: Senator Dr. Zarqa Suharwardy Taimur has requested for the grant of leave for 18th June, 2026 during the 362nd session due to personal engagement. Is leave granted?

(Leave was granted)

Mr. Chairman: Senator Rana Sanaullah Khan has requested for the grant of leave for 17th June, 2026 during the 362nd session due to personal engagement. Is leave granted?

(Leave was granted)

Mr. Chairman: Senator Zamir Hussain Ghumro has requested for the grant of leave for 18th June, 2026 during the 362nd session due to personal engagement. Is leave granted?

(Leave was granted)

Mr. Chairman: Senator Dilawar Khan has requested for the grant of leave for 18^{th} June 2026, during the 362^{nd} session due to personal engagement. Is leave granted?

(Leave was granted)

(Cont'd on T02)

T02-17Aug2026 Tariq/Ed: Waqas. 04:20 pm.

Mr. Chairman: Senator Dilawar Khan has requested for the grant of leave for 16^{th} and 18^{th} June, 2026 during the 362^{nd} session due to personal engagements. Is leave granted?

(Leave was granted)

Mr. Chairman: Senator Hamid Khan has requested for the grant of leave for 17^{th} and 18^{th} August, 2026 during the current session due to visit abroad. Is leave granted?

(Leave was granted)

Mr. Chairman: Senator Mehmood-ul-Hassan, Chairman, Standing Committee on Cabinet Secretariat please move Order No.2.

سینیٹر سعدیہ عباسی صاحبہ، آپ move کریں گی۔

Presentation of Report of Standing Committee on Cabinet Secretariat on The Standard Time (Interpretation of References) (Amendment) Bill, 2026

Senator Saadia Abbasi: I, Senator Saadia Abbasi on behalf of Senator Rana Mahmood ul Hassan, Chairman, Standing Committee on Cabinet Secretariat, present report of the Committee on a Bill further to amend the Standard Time

(Interpretation of References) Ordinance, 1943 [The Standard Time (Interpretation of References) (Amendment) Bill, 2026].

Mr. Chairman: Report stands laid. Senator Mehmood-ul-Hassan, Chairman, Standing Committee on Cabinet Secretariat please move Order No.3, on his behalf Senator Saadia Abbasi *Sahiba*, please move.

<u>Presentation of Report of Standing Committee on Cabinet Secretariat on [The Civil Servants (Amendment) Bill, 2026]</u>

Senator Saadia Abbasi: I, Senator Saadia Abbasi on behalf of Senator Rana Mahmood-ul-Hassan, Chairman, Standing Committee on Cabinet Secretariat, present report of the Committee on a Bill further to amend the Civil Servants Act, 1973 [The Civil Servants (Amendment) Bill, 2026].

Mr. Chairman: Report stands laid. Yes Leader of the Opposition.

<u>Point raised by Senator Raja Nasir Abbas, Leader of the Opposition regarding the growing concern over Ex-Prime Minister Imran Khan's health, political uncertainty and the country's deepening crisis</u>

سینیٹر راجہ ناصر عباس: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین ! آپ کا شکریہ۔ میں آپ کی توجہ ایک انتہائی اہم مسئلے کی طرف کرانا چاہتا ہوں۔ آپ ماشاء اللہ سیاست دان ہیں، وزیراعظم بھی رہے ہیں، سپیکر بھی رہے ہیں، ابھی سینیٹ کے چیئرمین ہیں۔ بسا اوقات عارضی طور پر صدر بھی ہوتے ہیں۔ Third world country اور بالخصوص پاکستان میں سیاست انتہائی مشکل ترین کام ہے۔ یہ وہ ملک ہے جس میں بانی پاکستان کی موت مشکوک ہے، جن کی بہن کا قتل ہوا یا ان کی موت بھی مشکوک ہے۔ یہاں وزیراعظم قتل ہوئے ہیں، پھانسی چڑھے ہیں، کسی کو سزا نہیں ملی۔ پاکستان کے اندر سیاست ایسی ہوتی ہے۔ کچھ طالع آزما ہیں جو ہر قانون سے مبرا ہیں۔ ہر قانون سے بالاتر ہیں، وہ بہت مقدس ہیں، اتنے مقدس ہیں کہ ان کی غلطی پر آپ انگلی بھی نہیں اٹھا سکتے ہیں۔

جناب اگر پاکستان میں سیاست دان irrelevant ہو گئے، اگر اسی طرح سے سیاست دانوں کو اپنے مکرو عزائم کا تختہ مشق بنایا گیا تو اس ملک کو چلانا مشکل ہو جائے گا۔ پہلے بھی ہمارے وزیر داخلہ صاحب نے کہا ہے کہ پاکستان کا system collapse کر چکا ہوا ہے۔ کیوں پاکستان کا system collapse ہوا ہے؟ پاکستان کے عوام کا ہمارے system پر trust ختم ہو چکا ہوا ہے۔ ہمارے ملک کی soft power ختم ہو چکی ہوئی ہے۔ پورے ملک کے حالات دیکھ لیں، عمران خان اس ملک کا ایک با وقار سیاست دان ہے، جس نے تین سے ساڑھے تین سال حکومت کی، کوئی فیکٹری یا کارخانہ نہیں لگایا، پاکستان سے باہر پیسے لے کر نہیں گیا، اس نے bank balance نہیں بنائے۔ پاکستان کی دنیا میں عزت، وقار اور soft image بنانے والوں میں سے عمران خان ایک بنیادی انسان ہے۔ بیماروں کے لیے اس نے کینسر ہسپتال بنائے اور یہاں پر خدمت کی اور اس کو ناکردہ جرائم کی سزا دی جا رہی ہے اور ہم دیکھ رہے ہیں کہ کس طرح سے اسے اذیتیں دی جا رہی ہیں۔ انہیں ذہنی تکالیف دی جا رہی ہیں اور پاکستان کے عوام کا تمسخر اڑایا جا رہا ہے۔

جناب آپ کسی بازار میں چلے جائیں، کہیں چلے جائیں تو عام آدمی یہی پوچھے گا کہ عمران خان کیوں جیل میں ہے اور وہ باہر کیوں نہیں آ رہا ہے۔ اس کا یہی جرم ہے کہ وہ corrupt نہیں تھا، یہی جرم تھا کہ اس نے لوٹا نہیں ہے، یہی جرم ہے کہ وہ corrupt club کا حصہ نہیں بنا، یہی جرم ہے کہ وہ اپنے پاؤں پر کھڑے ہو کر بات کرنا چاہتا تھا۔ جب بھی لوگ power میں آتے ہیں تو ان کے اطراف میں ایسے لوگ جمع ہو جاتے ہیں، جہاں گڑ ہوتا ہے وہاں مکھیاں آ جاتی ہیں۔

خان صاحب کی صحت کے حوالے سے اس وقت اہم concerns ہیں۔ ابھی مجھے بتایا گیا ہے کہ سپریم کورٹ میں رپورٹ جمع کرائی گئی ہے۔ وہ کبھی بھی blood pressure کا مریض نہیں تھا، اس کے خاندان میں کوئی blood pressure کا مریض نہیں ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے جو report submit کروائی ہے اسے آپ بھی منگوا کر پڑھ لیں۔ آخر ایک بندے کو اتنی اذیت دینا، نہ اس سے ملاقات کرنے دینا، نہ اس کے وکلاء کی ملاقات ہونے دینا اور مشکلات کھڑی کر دینا، اس کی جماعت کے لوگوں کو اس سے نہ ملنے دینا اور پھر کہنا کہ پاکستان میں politics smoothly move کرے اور حرکت کرے اور ہم یہاں enjoy کرتے ہیں، مزے میں رہتے ہیں، لوگ قتل ہوتے ہیں، مرتے ہیں اور ہم ٹس سے مس نہیں ہوتے ہیں۔ میں نے پچھلے دنوں ایک بچی کی تصویر دیکھی ہے، اسے شہید کیا گیا ہے، وہ جیسے بھی شہید ہوئی ہے،

مرد غدار ہو سکتے ہیں، مرد RAW کے ایجنٹ ہو سکتے ہیں، عورتیں بھی ہو سکتی ہیں، وہ معصوم بچی جو قتل ہوئی ہے یا ماری گئی وہ کہاں سے غیر ملکی قوتوں کی ایجنٹ تھی؟ اس ملک کے اندر ایک انتہائی گھنونا، rule of law کو پاؤں تلے پامال کرنے والا system ہم پر مسلط ہو گیا ہے۔

جناب چیئرمین! اس وقت میری گزارش یہ ہے کہ آپ اپنے مروجہ rules کے تحت باقاعدہ آج کی کارروائی کو معطل کریں تاکہ عمران خان کی سنگین صحت کے مسئلے پر یہاں گفتگو ہونی چاہیے، وہ آپ کا سیاست دان ہے۔ جناب چیئرمین! خدا گواہ ہے کہ کوئی ہمارا دشمن بھی ہو اور اگر اس کے ساتھ ایسا ہوتا تو ہم اس کے حق میں بولتے۔ میں نے پہلے بھی یہاں کہا تھا کہ فرعون پر بھی ظلم نہیں ہونا چاہیے۔ جو جرم کیا ہو اس کی سزا ملنی چاہیے، یہ کہاں کا قانون ہے جناب، آپ بھی جیل گئے ہیں کیا ملاقاتیں نہیں ہوتی تھیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ آج کی کارروائی کو معطل کریں اور خان صاحب کی صحت پر یہاں باقاعدہ گفتگو ہونی چاہیے اور ہمارے جتنے بھی بھائی سیاست دان ہیں، وزیر ہیں ان ساروں کو بھی ہمارا ساتھ دینا چاہیے۔ میری گزارش یہ ہے کہ اگر ہم سیاست دان نہیں اٹھیں گے اور سیاست دانوں کو کچلنے میں اور ان کے ارادے کو توڑنے میں اپنی طاقت خرچ کریں گے اور پھر سمجھیں کہ پاکستان میں باوقار سیاست ہو سکے گی۔ میری گزارش ہے کہ اس کارروائی کو معطل کیا جائے۔ Treasury Bench بھی ہمارا ساتھ دے۔ آج آپ ادھر ہیں، کل یہاں کے لوگ وہاں ہوں گے، ہم تو شاید نہیں ہوں گے، ہمارا تو تعلق ہی نہیں ہے، ہم تو 1400 سالوں سے اپوزیشن میں ہی آ رہے ہیں، لہٰذا میری گزارش ہے کہ کل خدانخواستہ آپ پر بھی کوئی مسئلہ ہوا تو ہم آپ کا ساتھ دیں گے، یقین کریں کہ ہم آپ کا ساتھ دیں گے۔ اس راستے میں آپ کے ساتھ آخر تک جائیں گے۔

جناب چیئرمین! اس لیے گزارش یہ ہے کہ آج کی کارروائی کو معطل کریں اور اس پر گفتگو کروائیں، سیاست دان سے میری گزارش ہے، یہ سارے سیاست دان بیٹھے ہیں، میں شاید non-political ہوں، اتنا سیاست دان نہیں ہوں، میری گزارش یہ ہے کہ اس کو انسانی بنیادوں پر، پاکستان کی سیاست اور اس کے future کی خاطر اس پر discussion کرائی جائے اور جناب آپ دلچسپی لیں۔ میں نے آپ سے پہلے بھی کہا تھا اور درخواست کی تھی کہ کوئی کمیٹی بنائیں ہم ان سے جا کر ملاقات کر لیں، کیوں نہیں ملاقات کرنے دیتے، اس کی فیملی کا کوئی بندہ مل لے، کوئی مل لے تاکہ پاکستان میں 80% سے زیادہ لوگ ذہنی اذیت میں ہیں، پہلے مہنگائی کی اذیت بھی ہے اور rule of law نہیں، بدامنی ہے، پتا نہیں

کتنی طرح سے پاکستان کے عوام اذیت کا شکار ہیں، آپ براہ مہربانی انہیں heal کرنے کی کوشش کریں، آپ ہماری مدد کریں، ہمارا ساتھ دیں، اپنے office کو استعمال کریں تاکہ ہم اس مسئلے کو حل کر سکیں۔

آپ نے خود کہا کہ پاکستان کا system collapse کر چکا ہے، ہم خوش ہوں گے، نہیں۔ یہ ہماری مادر وطن ہے، کیوں اس کا system collapse کرے، 25-26 کروڑ ہم اس ملک میں رہتے ہیں، ہمارے اطراف میں دشمن ہیں، وہ اژدھا کی طرح منہ پھاڑ کر ہمارے خلاف کھڑے ہیں، ہماری عزت ہے پاکستان، اس کا دفاع کرنا ایسے ہی لازمی ہے جیسے خانہ کعبہ کا دفاع کرنا ہے، ہماری عزت ہے پاکستان۔ کہا گیا ہے کہ اس کا system collapse کر چکا ہے، ہم خوش نہیں ہیں، ہمیں دکھ اور تکلیف ہے، ہم اس system کو ٹھیک کرنے میں اپنا role play کرنا چاہتے ہیں۔ جناب والا کون کرے گا، سیاست دان کریں گے۔ آپ کریں گے، سیاسی جماعتیں کریں گی، پاکستان کے عوام کو اپنے اعتماد میں لے کر کریں گی۔ جب دنیا میں system collapse کرتے ہیں تو کیا ہوتا ہے، نیا mandate آتا ہے، نئ حکومت عوام کا mandate لے کر آتی ہے، وہ ان چیزوں کو ٹھیک کرتی ہے۔ بہر حال، میری گزارش یہی ہے جناب چیئرمین سینیٹ، کہ آپ آج کی کارروائی کو معطل کریں اور عمران خان کی صحت کے بارے میں ہمیں گفتگو کرنے دیں۔ آپ بھی بولیں، بات کریں، آئیں مل کر اس مشکل سے وطن کو نکالتے ہیں۔ اپنی توانائیاں یہاں خرچ کریں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ، آپ تشریف رکھیں۔ میں نے announcement کرنی ہے۔ I have to make one announcement. Please take your seats. میں ایک announcement کر رہا ہوں۔

The House acknowledges the presence of Professor David Daokui Li, Director Academic Centre for Chinese Economic Practice and Thinking, Tsinghua University, who is present in the Chairman’s box. We welcome him.

آگے جاری۔۔۔(T-03)

Mr. Chairman: (Continued…..) is present in the Chairman’s box, we welcome him. Minister for Law.

آپ کی تجویز میں نے Law Minister کو دے دی ہے۔

بیرسٹر عقیل ملک: جناب چیئرمین! بہت شکریہ۔

(مداخلت)

بیرسٹر عقیل ملک: جناب چیئرمین! ان کی طرف سے گزارش آ گئی ہے۔

جناب چیئرمین: آپ لوگ ایک منٹ بات سن لیں۔

Barrister Aqeel Malik

بیرسٹر عقیل ملک: انہوں نے اگر اپنی بات سنا دی ہے اور یہ adjournment کی بات کر رہے ہیں اور یہ motion move کر رہے ہیں تو کم از کم حکومت کا response or reply سننے کی بھی ہمت رکھیں۔ آپ لوگ بات سن لیں۔ جس Adjournment motion کی بات کی جا رہی ہے جس کو کہا جا رہا کہ بہت National importance کا معاملہ ہے۔ اس سے قطع نظر house کو چلانے کے لیے اس House کے rules موجود ہیں۔ Senate کے اپنے rules موجود ہیں اور جب یہ تمام honourable members Senators بنتے ہیں تو ان کو ایک copy دی جاتی ہے تاکہ یہ اپنے آپ کو familiarize کر لیں۔ Adjournment motion کے حوالے سے جو rule ہے وہ واضح طور پر آپ کے سامنے ہے۔ آپ کی اجازت کے ساتھ Rule 85 سے لے کر all the way Rule up to until 90 تک ہے۔ اس میں جو adjournment کے حوالے سے motion move کرتے ہیں وہ regulate کرتا ہے۔ Rule 85 واضح طور پر کہتا ہے کہ اگر آپ Adjournment motion move کریں گے تو اس کے لیے آپ کو کچھ prerequisites fulfil کرنا ضروری ہیں۔ وہ prerequisites کیا ہیں۔

جناب چیئرمین! ایک تو یہ آپ کا اختیار ہے کہ آپ اس کو exercise کریں یا نہ کریں۔ آج ویسے بھی حکومت کا government business day ہے، legislative business کے حوالے سے حکومت کا دن نہیں ہے۔ Private member day ہے، Private member bills جو ہیں، Private member legislative business conduct ہونا ہے۔ لوگ پورا پورا مہینہ، دو دو، تین تین مہینے تیاریاں کرتے ہیں کہ ان کا ایک bill لگ جائے۔ یہاں پر یہ adjournment motion move کر رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ یہ معاملہ جس کی طرف یہ نشان دہی کرا رہے ہیں وہ national importance کا ہے۔ وہ national importance نہیں ہے، national importance یہ ہے جو عوامی مفاد میں ایوان legislation کرے گا اور اس upper house اس حوالے سے Private members کے کئی bills National Assembly سے transmit ہو کر آئے ہیں۔ Rule 85 واضح طور پر جو time line ہے وہ provide کرتا ہے، Rule 86 بھی time line provide کرتا ہے کہ کم از کم دو گھنٹے پہلے inform کریں۔ ان کو ابھی یہ سوچ آئی ہے، ابھی یہ plan بنا ہے کہ ہم نے یہ adjournment motion move کرنا ہے۔ ایسا نہیں ہوتا، ایسے نہیں چلے گا۔

اس کے لیے Rule 87 اس کے اندر:

A motion shall not be admissible unless it is satisfies the following conditions, namely:

It shall raise an issue of urgent public importance. This is not that issue.

جناب چیئرمین! یہ national public importance کا issue نہیں ہے۔ National public importance کے issues آج کی جو قانون سازی ہے Private member bills کے حوالے سے وہ national importance کے issue ہیں جو اس house میں discuss ہونے ہیں اور یہاں سے legislative business, legislative process آگے بڑھنا ہے۔ Rule 87 کہتا ہے:

It shall be restricted to matter with occurrence of which a notice has been given at the earliest opportunity. No notice has been given at the earliest opportunity.

آج انہوں نے آ کرsession startہونے سے پہلے، وہtime lineنہیں، وہingredientsنہیں جو formalities ہیںrulesکے مطابق وہfulfilنہیں کی ہیں تو ہم اس کو بالکلopposeکرتے ہیں۔آجhonourable membersکادن ہے ان کوprivate member legislation.

جناب چیئرمین: مجھے آپ کی بات سمجھ آ گئی ہے۔ یہ ان کیdemandہے کہ آپ یہrules suspendکر کےdiscussionکی جائے توا س کے بارے میں.they have majority sitting hereاس کے بارے میں کیسے defendکریں گے؟

بیرسٹر عقیل ملک: جناب چیئرمین! اس حوالے سے یہ آپ کاprerogativeہے اور ہم نے کہا کہ آپ اس کوexerciseکر سکتے ہیں لیکن کیا وہ جوformalitiesہیں،ingredientsہیں ۔ یہ اگر اس کے علاوہ کوئیmotion moveکرنا چاہتے ہیں، یہ rulesکوsuspendکر کے کوئیdiscussionکرنا چاہتے ہیں تو وہ اسhouseکاprerogativeہے۔ اس میں جو numbersیہاں موجود ہیں جو اس طرف موجود ہیں اس پرvoteکر لیا جائے۔Countکر لیا جائے،countکرنے کے بعد بالکل اگر numbersادھر زیادہ ہیں توrulesکوsuspendکرلیں۔ یہhouseکاprerogativeہے،اسhouseکے honourable membersکاprerogativeہے۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: رانا ثناءاللہ صاحب یہdemandکر رہے ہیں کہ ہم نےpolitical issuesپر بات کرنی ہے۔ان سے میں نے رائے لی ہے، اس میں آپ کی کیارائے ہے۔

سینیٹر رانا ثناءاللہ: جناچیئرمین! اس میں اگرquestion hourہو جائےاور اس کے بعد کر لیں۔

جناب چیئرمین: آج question hour نہیں ہے۔ آج private member day ہے۔

سینیٹر رانا ثناءاللہ: جناب چیئرمین! آپ جیسے مناسب سمجھیں ویسے کر لیتے ہیں۔

Mr. Chairman: I have to take the sense of the house.

(Interruption)

جناب چیئرمین: آپ بھی بات کر لیں اور وہ بھی کر لیں۔

سینیٹر رانا ثناءاللہ: جناب چیئرمین! آپ دونوں طرف اس طرح کا کوئی اصول decide کر لیں اگر ادھر سے کوئی صاحب بات کریں تو اس کے بات ادھر سے پھر۔۔۔

جناب چیئرمین: Private members day کو suspend کرنے کے لیے you have to move a motion. ایسے تو نہیں ہو گا۔

سینیٹر رانا ثناءاللہ: جناب چیئرمین! آپ rules دیکھ کر جیسے مناسب سمجھتے ہیں ویسے کر لیں۔

بیرسٹر عقیل ملک: Rules میں 85 to 90 اس کو regulate کرتے ہیں۔ It is entirely your prerogative but it needs to be decided because آج کا دن Private members day ہے۔ یہ دن اس حوالے سے important ہے کیونکہ لوگ انتظار کرتے ہیں پھر ان کے bills lapse ہو جاتے ہیں۔

جناب چیئرمین: Private members day ہے آپ لوگ اپنی seats پر تشریف رکھیں۔ میں بات کر رہا ہوں۔

(مداخلت)

بیرسٹر عقیل ملک: جناب چیئرمین! اس طرح کرلیں کہ کچھ legislative business جو private members یہاں پر موجود ہیں وہ کرکے اس کے بعد بیشک یہ motion move کرلیں۔ اس پر discussion ہو جائے گی، اس پر کرنا چاہتے ہیں تو کرلیں۔

جناب چیئرمین: میں point of order پر نہیں کرا رہا۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: اس پر میں according to rules چلوں گا۔ آپ کا private member day, that is your right if you want to forgo. اگر وہ چھوڑنا ہے then I don't want to give time on Point of order پھر properly move ہونا چاہیے۔

بیرسٹر عقیل ملک: جناب چیئرمین! اس میں کئی معاملات تو sub judice ہیں اور وہاں پر ویسے بھی rules provide کرتے ہیں adjournment motion کے حوالے سے کہ وہ معاملات جو عدالت کے اندر زیر بحث ہیں۔ جس طرح appeals ہو گئیں، جس طرح suspensions ہو گئیں وہ discuss نہیں ہو سکتیں۔ وہ discuss ہو ہی نہیں سکتے، وہ discuss کرنا چاہتے ہیں۔ کیا یہ چاہتے ہیں کہ ان cases کے merits, demerits پر یہاں پر عدالت لگائی جائے۔ وہ معاملات تو rules میں واضح طور پر لکھے ہیں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: یہ پھر point of order پر بات کرلیں؟

بیرسٹر عقیل ملک: جناب چیئرمین! Point of order پر ہی بات ہو سکتی ہے۔ میری گزارش یہ ہو گی کہ جو ممبرز یہاں پر موجود ہیں وہ تیاری کرکے آئے ہیں۔ وہ اپنے legislative business سے go through ہوں جو reports present ہونی ہیں وہ ہوں۔ اس کے بعد ان کو بالکل موقع ملنا چاہیے، ان کو کوئی نہیں روک رہا لیکن Point of order پر کرلیں۔ اس Point of order پر

بھیmerits, demeritsپر discussion نہیں ہو سکتی اگر کوئیgeneric discussionیا کوئی بات کرنی ہے تو بیشک سیاسی بات کر سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین: رانا صاحب! میں یہ سوچ رہا ہوں کہ اگر آپPoint of orderپر باتیں کریں گے تو اس کا فائدہ نہیں ہو گا۔ ہمیں یا تو یہagenda suspendکرنا پڑے گا اگرagenda suspendکرنا ہے۔۔۔

سینیٹر رانا ثناء اللہ: جناب چیئرمین! اگرPoint of orderپر بات نہیں کرنا چاہتے۔

جناب چیئرمین: وہ کرنا چاہتے ہیں۔

سینیٹر رانا ثناء اللہ: اگرrulesکوsuspendکر کےallowکرنا ہے تو کتنے لوگ بات کرنا چاہتے ہیں اگر اس طرف سے دو یا تین آدمی بات کرنا چاہتے ہیں۔ اسی تعداد میں آپ اس طرف سے بھیallowکر دیں تو یہ بات کر لیں۔

Mr. Chairman: I agree with you.

سینیٹر رانا ثناء اللہ: یہ پہلے بتائیں کہ کتنے لوگ بات کریں گے۔

جناب چیئرمین: Leader of the OppositionاگرPoint of orderپر آپ بات کرنا چاہیں تو آپ اپنے دو تین لوگوں کا نام دیں اور دو تین اس طرف سے بول لیں گے۔

سینیٹر راجہ ناصر عباس: جناب چیئرمین! میرے خیال میں آپ اس کو adjournکرتے ہیں یاPoint of orderپر بات کرنے کی اجازت دیتے ہیں۔ آپ نے اس کوadjournکر دیا ہے؟

جناب چیئرمین: وہ توrulesکے مطابق ہو گا۔

سینیٹر راجہ ناصر عباس: جناب چیئرمین! آپ کا اختیار ہے، آپ اپنے اختیار سے کر رہے ہیں؟ آپ کا اختیار ہے۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے پھر agenda ختم ہو گا۔ Leader of the Opposition آپ منسٹر صاحب کو list دے دیں کہ کون بات کرے گا۔

(جاری۔۔۔۔۔۔T04)

T04-17Aug2026 FAZAL/ED: Neelam 04:30 pm

جناب چیئرمین: آپ منسٹر صاحب کو list دے دیں کہ کون بات کرے گا؟

سینیٹر راجہ ناصر عباس: پانچ بندے۔

جناب چیئرمین: پانچ بندے بات کریں گے؟ ٹھیک ہے پانچ بندے بات کریں گے۔ O.K, 5 minutes for each.

پانچ اِدھر سے بات کریں گے اور پانچ اُدھر سے جواب دیں گے۔ ٹھیک ہے جی؟ Who will start? سیکرٹری صاحب کو نام دے دیں۔ جی، پانچ منٹ۔

سینیٹر راجہ ناصر عباس: مجھ پر تو پانچ منٹ کا قید نہ لگائیں۔

جناب چیئرمین: آپ کو گرم ہوتے ہی پانچ منٹ لگ جائیں گے۔

<u>Senator Raja Nasir Abbas, Leader of the Opposition</u>

سینیٹر راجہ ناصر عباس (قائد حزب اختلاف): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! آپ کا شکریہ کہ آپ نے ہماری اس request کو قبول کیا اور ہمارے دوستوں کا بھی شکریہ کہ انہوں نے کوئی بڑی اس میں رکاوٹ نہیں ڈالی اور انصاف کے ساتھ ساتھ دینے کا کہا۔ جناب چیئرمین! ہم انسان ہیں اور مسلمان ہیں۔ اللہ نے اس دنیا میں انسانوں کے رہنے کے کچھ اصول و ضوابط بیان کیے ہیں جو قرآن مجید اور حدیث میں ہیں۔ خداوندِ متعال کی بارگاہ میں سب سے بڑا جرم ظلم اور زیادتی ہے۔ یہ ظلم کوئی بھی کرے۔ ہم خدا کی بارگاہ میں جوابدہ بھی ہیں اور خداوندِ متعال خود کہتا ہے کہ میں مظلوموں کے انتقام لیتا ہوں۔ "اللہ عَزِیزٌ ذُو انتِقَامٍ"۔ اللہ بہت مقتدر، طاقت والا ہے اور انتقام لیتا ہے۔

جناب چیئرمین! میں نے پہلے بھی کہا، پاکستان سیاستدانوں نے بنایا تھا۔اسے سیاستدانوں نے چلاناہے۔چاہے وہ اپوزیشن میں ہیں، چاہے ٹریژری بینچوں پر بیٹھے ہوئے ہیں، یہی وہ لوگ ہیں اصل میں جنہوں نے حکومت چلانی ہے۔سیاستدانوں نے حکومت چلانی ہے۔سیاستدانوں نے پاکستان بنایا۔سیاستدان ہی اس کو آگے لے کر جائیں گے، اگر سیاستدانوں کو کام کرنے کا موقع مل جائے اور unnecessary, غیر قانونی، illegitimate and illegal مداخلتیں نہ ہوں۔

جناب چیئرمین! پاکستان کی تاریخ اس بات سے بھری پڑی ہے کہ پاکستان میں کس طرح سیاستدانوں پر ظلم ہوتے رہے ہیں۔ چاہے وہ عدلیہ کے ذریعے ہوں، چاہے اسٹیبلشمنٹ کے ذریعے ہوں، باالآخر یہ ہوتے رہے ہیں۔ذوالفقار علی بھٹو کی پھانسی، اسٹیبلشمنٹ اور عدلیہ کی باہمی گٹھ جوڑ سے ہوئی تھی۔بینظیر بھٹو کو مارا گیا ہے، آج تک نہیں پتہ چلا قاتل کون ہے۔یہ ایسا ملک ہے۔میں چونکہ وقت کا خیال رکھنا ہے۔آپ جو چاہیں، جیسے ہوں، عمران خان پاکستان کا اس وقت سب سے پاپولر لیڈر ہے۔ہر آدمی کا وجدان اور ضمیر ہوتا ہے۔آپ بھی یہاں بیٹھے ہیں، زبان سے نہ کہیں لیکن دل آپ کے بھی کہتے ہیں کہ اس کے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے۔وہ نا کردہ جرائم کی سزا بھگت رہا ہے۔جیلوں میں ڈالا جا رہا ہے، ڈالا گیا ہے اور اس کے ساتھیوں کو جیلوں میں ڈالا گیا ہے۔آپ دیکھ لیں، ڈاکٹر یاسمین راشد ڈاکٹر ہیں، above 70 years ہیں اور اس نے کینسر survive کیا ہے۔جیل میں جا کر دیکھیں، ابھی بھی خدمت کرتی ہے۔خواتین ہماری جیلوں میں ہیں۔بہت سی خواتین جیلوں میں ہیں۔ابھی مجھے پتہ چلا ہے کہ پچھلے دنوں کتنی خواتین ہیں جو جرنلسٹ ہیں، ان کو پکڑ کے بند کیا ہوا ہے۔اس ملک کے اندر خواتین کا عزت و احترام ہی نہیں رہا۔چادر اور چار دیواری کا تقدس پامال کیا جاتا ہے لیکن افسوس یہ ہے کہ ہم عبرت حاصل نہیں کرتے۔

میری گزارش یہ ہے کہ اس وقت عمران خان صاحب کی صحت کا مسئلہ بہت حساس ہے۔آج جو مجھے بتایا گیا ہے کہ سپریم کورٹ میں جو ان کی صحت کے بارے میں رپورٹ جمع کرائی گئی ہے، ان کا بلڈ پریشر ٹھیک نہیں ہے۔ان کو خاندانی طور پر کبھی بلڈ پریشر نہیں ہوا، ان کے خاندان میں نہیں ہے، نسلوں میں نہیں ہے۔ان کا نچلے والا بلڈ پریشر جو fluctuate کر رہا ہے۔اس کی

وجوہات ہو سکتی ہیں۔ وہ خطرناک ہے۔ ڈاکٹر نے لکھا ہے کہ stress ہے، پتہ نہیں مشکلات ہیں، فیملی سے ملاقاتیں نہیں ہیں۔ان کو اخبار نہیں ملتا۔ ڈاکٹر نے جو رپورٹ جمع کرائی گئی اس کے مطابق TV نہیں ہے۔

جناب چیئرمین! وہ آپ کا سیاستدان، آپ کا ساتھی ہے، اس کا آپ سے اختلاف ہوگا۔ ہمیں اتنا سنگ دل نہیں ہو جانا چاہیے، اتنی لا تعلّقی نہیں ہو جانی چاہیے کہ آپ اس کو سزائیں دیں۔ عبرت کا نشان بنائیں اور اس کو تکلیفوں میں مبتلا رکھیں تاکہ پاکستانی عوام بھی تکلیفوں میں رہیں۔ جناب چیئرمین! آپ خود کہتے ہیں، بجٹ کی بحث جب ہو رہی تھی کہ اس وقت بدترین بجٹ پاکستان کا تھا جو ابھی پیش کیا گیا ہے۔ اس وقت پاکستان کے اندر مہنگائی کتنی ہے، غربت کتنی ہے، مشکلات کتنی ہیں اور بدامنی کتنی ہے؟ ملک کے اندر polarization کتنی زیادہ ہو گئی ہے۔ Division کتنی زیادہ ہو رہی ہے۔ آپ خود کہتے ہیں کہ پاکستان کا system collapse کر چکا ہوا ہے۔ان حالات کے اندر چیزوں کو ٹھیک کرنے کی ضرورت ہے یا سیاسی انتقام کی ضرورت ہے؟ کیا عمران خان صاحب کو اس طرح سے اذیتیں دے کر، جیل میں رکھ کر اور ملاقاتوں سے محروم کر کے آپ کا سسٹم طاقتور ہو جاتا؟ خدا گواہ ہے ہم چپ ہو جاتے۔ خود admit کر رہے ہیں کہ collapse کر چکا ہوا ہے۔ جناب چیئرمین! کوئی بھی ملک جو ہوتا ہے، اس کے عوام کا اعتماد اس سسٹم کے اوپر اس کی بہت بڑی طاقت ہوتا ہے۔آپ کی حکومت کی اس طرح کی پالیسیوں سے عوام کا اعتماد ہی سسٹم سے اٹھ گیا ہوا ہے۔ میں بہت کچھ یہاں کہہ سکتا ہوں لیکن میں نے خان صاحب کی صحت کے مسئلے سے باہر نہیں جانا ہے۔آج کی رپورٹ جو سپریم کورٹ میں جمع کرائی گئی ہے، بہت پریشان کن ہے۔

جناب چیئرمین! میری گزارش یہ ہے کہ ہماری حکومت باقاعدہ اجازت دے کہ لوگ جا کر خان صاحب کے ساتھ جیل میں ملیں تاکہ صورت حال واضح ہو اور ان کے ڈاکٹروں کو ملنے کا موقع دیا جائے۔ان کو ہسپتال میں لایا جائے۔اگر خدا نخواستہ آئندہ کوئی اس طرح کی خطرناک صورت حال پیش ہوتی ہے تو جوابدہ سیاستدان ہوں گے۔ جو ملاقاتوں سے روکتے ہیں ان کو کوئی پوچھے گا بھی نہیں۔

رانا صاحب! آپ کو سیاسی حکومت میں پکڑا نہیں تھااور آپ کے خلاف کیس بنایا گیا تھا۔آپ کو پتہ ہے وہ کیس بنانے والا کون تھا؟ آپ کو پتہ ہے۔

سینیٹر رانا ثناءاللہ خان: آپ بتائیں۔

سینیٹر راجہ ناصر عباس: آپ کو پتہ ہے؟ کم از کم سیاستدان نہیں تھے۔ جناب چیئرمین! ایسا ہے کہ ہم کیوں اپنے آپ کو کھلونا بنوائیں؟ کیوں اپنے آپ کو فٹبال بنوائیں کہ لوگ ہمیں ککیں مارتے رہیں؟ یہ کب تک چلے گا؟

Mr. Chairman: Please windup.

چھ منٹ ہو گئے ہیں۔

سینیٹر راجہ ناصر عباس: للذا، خان صاحب کی صحت کے حوالے سے ہمارے concerns ہیں۔ جناب چیئرمین! ان کے جو ذاتی ڈاکٹرز ہیں ان کو بھی ملنے دیا جائےاور ان کو ہسپتال میں منتقل کیا جائے، Shifa Hospital یا کوئی بھی best Hospital میں ان کاعلاج کروایا جائے یا وہاں پر ان کو admit کیا جائے۔

Mr. Chairman: Thank you very much.

سینیٹر راجہ ناصر عباس: کم از کم اس ڈاکٹر کی رپورٹ پر تو ہمیں خدا خوفی کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔ابھی مجھے پتہ ہے جواب دیں گے کہ یہ *sub-judice* ہے، آپ فلاں جگہ جائیں، آپ فلاں جگہ جائیں۔ جناب چیئرمین! آپ جانتے ہیں کہ آپ کے ساتھ عدلیہ نے کیا کیا ہے؟آپ کوانہوں نے سنا ہی نہیں ہے۔انہوں نے نااہل نہیں کیا؟آپ پھر ہمیں کہتے ہیں کہ آپ بھی وہاں پر جائیں۔ہمیشہ یہ سرکل چلتا رہے گا؟آپ حکومت میں ہیں۔آپ کے پاس power ہے، آپ کے پاس اختیارات ہیں۔آپ اجازت دیں اور باقاعدہ ملاقات کروائیں۔ میں سینیٹ میں اپوزیشن لیڈر ہوں، ہمارے ساتھ ان کا Treasury Benches سے بھی بندہ چلا جائے۔ہم مل کر وہاں پر خان

صاحب کو دیکھیں اور ملیں۔ جتنی بھی سہولتیں چاہیے، ان کو ہسپتال admit کرایا جائے، باقاعدہ ان کے ڈاکٹروں کو بلایا جائے، ان کی نگرانی میں علاج کیا جائے تاکہ کل کسی بڑے حادثے سے ہم بچ سکیں۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔

سینیٹر راجہ ناصر عباس: ہم بڑے حادثے سے بچ سکیں۔ خدا نخواستہ اگر ہم طالع آزماؤں کی باتیں مانتے رہیں گے، ان کے زیرِ نظر رہیں گے پھر اس سیاست کا کیا فائدہ؟ پھر سارا سسٹم ان کے حوالے کریں اور ہم گھروں کو جائیں۔ پھر یہ بند کریں، اس سینیٹ کو بھی اور پارلیمنٹ کو بھی بند کریں۔

Mr. Chairman: Thank you. I welcome Murtaza Solangi, Ex-Federal Minister, present in the Media Gallery.

ایک اِدھر سے اور ایک اُدھر سے۔ رانا صاحب! آپ بات کریں۔

Senator Rana Sana Ullah Khan

سینیٹر رانا ثناءاللہ خان: جنابِ چیئرمین! محترم Leader of the Opposition نے جو بات کی ہے، ان کی تمام جو گفتگو انہوں نے فرمائی ہے، وہ اس بات کے اوپر focused تھی کہ عمران خان صاحب جو اس وقت جیل میں ہیں اور ان کو conviction ہوئی ہے، تو ان کا یہ خیال ہے یا ان کی یہ information ہے کہ ان کی صحت ٹھیک نہیں ہے اور ان کے علاج سے متعلق مشکلات ہیں یا ان کا علاج Leader of the Opposition کے مطابق کہ صحیح طریقے سے نہیں ہو رہا۔

جناب چیئرمین! اگر تو آپ rules پر جائیں یا law پر جائیں، تو جو بھی آدمی judicial custody میں ہے۔

(جاری ہے۔۔۔۔T05)

رانا ثناءاللہ خان: (جاری) جو بھی آدمی judicial custody میں ہے، اس کی custody کی responsibility یا judicial custody allow کرنے والی، convict کرنے والی عدالت یا judiciary ہے۔ اگر ان کے علاج میں کسی قسم کی کوتاہی ہوتی ہے تو اس judicial custody کو جس عدالت نے convict کیا ہے یا جس عدالت کی وجہ سے وہ جیل میں ہیں، نہ صرف وہ responsible ہے بلکہ وہ تمام authorities جن کی custody میں ہیں، وہ ذمہ دار ہیں۔ ان کے علاج کے متعلق جو information آج تک ہمیں معلوم ہے یا مہیا کی گئی ہے، ان کے بلڈ پریشر سے متعلق جو میں نے بھی ذاتی طور پر، اپنے طور پر جو information لی ہے، اس میں جس تشویش کا اظہار لیڈر آف دی اپوزیشن نے کیا ہے، اس بات کی تصدیق نہیں ہوئی۔

جہاں تک ان کی آنکھ کا مسئلہ تھا تو اس میں جو best available treatment پاکستان میں موجود ہے یا پوری دنیا میں اس قسم کے عارضے سے متعلق جو treatment موجود ہے، اس level کے اوپر نہ صرف ان کو treatment دی گئی ہے بلکہ ان کو جو بھی injections administer ہونے تھے یا جو دوسرے معاملات تھے، جیل کے اندر بھی ان کے tests وغیرہ ہوئے۔ یہاں PIMS میں لا کر بھی ان کے tests کروائے گئے۔ شفاء سے جن ڈاکٹرز کی ڈیوٹی لگی، جن ڈاکٹرز کا نام، ان کی فیملی یا ان کی پارٹی کی طرف سے دیا گیا، ان کو بھی شامل کیا گیا۔ اس کے اوپر نہ صرف ڈاکٹرز کا، اس ٹیم کا اظہار اطمینان ہے، satisfaction ہے بلکہ خان صاحب کی خود بھی اس کے اوپر satisfaction ہے۔ جب بھی اس علاج کے مختلف مراحل طے ہوئے ہیں، اس کے اوپر ان کی اپنی تحریر موجود ہے کہ انہوں نے اس کے اوپر نہ صرف satisfaction کا اظہار کیا بلکہ انہوں نے اس کو allow بھی کیا۔

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے، عدالت میں آپ نے مختلف petitions کی ہوئی ہیں، ان petitions پر proceedings ہو رہی ہیں۔ آپ جو اشارے کنایے میں بات کرتے ہیں، ابھی لیڈر آف دی اپوزیشن مجھ سے پوچھ رہے تھے کہ جی آپ کو بھی پتا ہے تو میں ان کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ اگر مجھے پتا ہے تو پھر پتا تو آپ کو بھی ہے۔ اگر آپ بات اس انداز سے کر رہے ہیں اور آپ rules, regulations and law کا حوالہ دے رہے ہیں تو اسی حوالے سے پھر اس کا جواب بھی دیا جائے گا۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ ان

کی petitions اسلام آباد ہائی کورٹ میں بھی زیر سماعت ہیں، سپریم کورٹ میں بھی زیر سماعت ہیں اور باقی جو ملاقاتوں کی بات ہے، یہاں پر مانڈوی والا صاحب تشریف فرما ہیں، انہیں اگر معلوم نہیں تو میں کہہ نہیں سکتا، گوہر خان صاحب کی ملاقاتیں بھی ہو رہی ہیں۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے میں اور ڈپٹی پرائم منسٹر، ان کی والدہ کے افسوس کے لیے ان کے گھر گئے تھے تو معاملہ یہ ہے کہ ٹھیک ہے، آپ اس ہاؤس میں اپنی voice raise کر سکتے ہیں۔ آپ اپنے بیانیے پر جتنی بات کرنا چاہتے ہیں، کر سکتے ہیں۔ ہم نے بھی اس بات کو allow کیا ہے کہ آپ بات کریں۔ باقی جو بات rules, regulations اور قانون کے مطابق ہے، اس کی position تو جو میں نے عرض کی ہے، وہ ہے۔ باقی آپ جو دوسری بات کرتے ہیں کہ آپ کو بھی پتا ہے تو علامہ صاحب! وہ ہمیں بھی پتا ہے اور آپ کو بھی پتا ہے۔ بہت شکریہ۔

Mr. Chairman: Thank you Rana sahib for taking only five minutes. Senator Muhammad Azam Khan Swati.

Senator Muhammad Azam Khan Swati

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: جناب چیئرمین! سب سے پہلے میں آپ کا اور باقاعدہ طور پر Treasury Benches کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ اتنے اہم مسئلے کے اوپر ہمیں رولز سے ہٹ کر اجازت دی گئی۔ اس کے لیے میں ایک بار پھر شکریہ ادا کرتا ہوں۔

چیئرمین صاحب! ستم ظریفی اور لمحۂ فکریہ یہ ہے کہ پاکستان کا مقبول ترین لیڈر، تاریخ بتا رہی ہے، نوے فی صد لوگوں کے دلوں پر حکومت کرنے والا عمران خان جو دنیا کا علاج کروا رہا تھا، جو غریبوں کا علاج کروا رہا تھا، اسے علاج کے حوالے سے مسائل کا سامنا ہے۔ مجھے جیسے انسان جس کو کسی چیز کی ضرورت نہیں، اللہ تعالیٰ نے سب کچھ دیا ہے، اس نے عزت دی ہے، شہرت دی ہے، جان دی ہے، تنتیس سال اس ایوان کا ممبر رہا ہوں، اس لیے میں اس کے ساتھ کھڑا ہوں اور دنیا کی ہر تکلیف میں نے اور میرے خاندان نے اور عمران خان کے ورکرز نے برداشت کی ہے۔ میں کیوں اس کا عاشق ہوں؟ اس لیے عاشق ہوں کہ:

خدا کے عاشق تو ہیں ہزاروں، بنوں میں پھرتے ہیں مارے مارے

میں اس کا بندہ بنوں گا جس کو خدا کے بندوں سے پیار ہوگا

وہ اللہ کے بندوں سے پیار کرتا ہے، اس لیے اپوزیشن لیڈر صاحب نے جو باتیں کیں اور آپ نے مانا، میں نے اس کو تسلیم کیا۔ خدارا! اتنے عظیم انسان کی زندگی سے نہ کھیلیں۔ رانا صاحب! آپ کا ایک ایک لفظ آج ہم مانتے ہیں، عزت سے مانتے ہیں لیکن جانتے ہیں کہ آج عدالتیں کیا ہیں، پارلیمنٹ کی قدر کتنی ہے، پھر بھی اس پارلیمنٹ کا حصہ بن کر، آج اس کا ایک ورکر آپ سے گزارش کر رہا ہے۔ خان، ان کی اہلیہ محترمہ، خان کے ساتھی اور خاص طور پر خواتین کا خیال رکھا جائے۔ آج خواتین کا دن ہے، کم از کم ان کو empower کیا جائے۔ ان کی صحت سے نہ کھیلا جائے۔ اگر آج وہ قید و بند کی صعوبتوں کا شکار ہیں اور جیل میں ہیں تو ان کے ساتھ انصاف کیا جائے اور ان پر ترس کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کی انسان کے لیے سب سے بڑی خوبی ترس ہے۔ میں فیلڈ مارشل صاحب کو بھی کہتا ہوں کہ چونکہ آج قانون اور آئین، عدل اور انصاف آپ ہیں تو کوشش کریں کہ اس ترس کے مزاج کے تحت عمران خان، ان کی اہلیہ اور جتنے لوگ کوٹ لکھپت یا دوسری جیلوں میں موجود ہیں، ان کو آزاد کرنے کے لیے انسانی درد اپنے ذہن اور دل کے اندر لائیں۔ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ عمران خان ان سڑکوں پر بھوکے اور ننگے لوگوں کے لیے کس طریقے سے بے چین تھا۔

چیئرمین صاحب! اسی تعظیم کے ساتھ آپ سے بھی گزارش کر رہا ہوں کہ ہمیں کوئی ایسا طریقہ اختیار کرنا چاہیے کہ جس کے تحت عمران خان، ان کی اہلیہ اور تمام اسیروں کی صحت کے معاملات کو فوری طور پر حل کریں اس لیے کہ دنیا کا عظیم لیڈر کبھی بھی اپنے منہ سے نہیں کہے گا۔ موجودہ ڈاکٹرز نے سپریم کورٹ کے اندر جو رپورٹ درج کرائی ہے، وہ عکاسی کرتی ہے اور اس بات کی آئینہ دار ہے کہ میرا ہر دل عزیز لیڈر، جس سے میرا دل جڑا ہوا ہے، خدا کے فضل سے جس سے میری روح جڑی ہوئی ہے، اس لیے کہ وہ انسانیت کی بات کرتا ہے، بہادری کی بات کرتا ہے، اپنے ملک کی بات کرتا ہے، پاکستان کے آئین اور قانون کی بات کرتا ہے۔

میں اپنے تمام عظیم صحافی بھائیوں سے کہتا ہوں، سولنگی صاحب وہاں پر موجود ہیں، ان سے بھی کہتا ہوں کہ میں نے ایک سال چار مہینوں کے اندر ہر دروازے پر دستک دی ہے کہ دروازہ کھولو، خدا کے فضل سے عمران خان بات کرنے کے لیے تیار ہے۔ خدارا! جس طریقے سے حکومت چاہے، معاملات آگے بڑھنے چاہییں۔ ابھی ہماری میٹنگ ہوئی ہے، ہم چاہتے ہیں کہ حکومت کے جتنے بھی سربراہان ہیں، ان کے ساتھ ہماری بات ہو۔ جن کو اجازت دی گئی ہے، اچکزئی صاحب کو، راجہ صاحب کو جو بیٹھے ہیں، ان کے ساتھ بات کریں تاکہ ملک میں استحکام لایا

جاسکے۔ ہم تباہی کی طرف جارہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان کی بہتری اسی کے اندر ہے کہ ہم بات چیت کے ذریعے آگے بڑھ کر اپنے معاملات حل کریں۔ بہت شکریہ۔

Mr. Chairman: Thank you. I give the floor to the Law Minister.

Senator Azam Nazeer Tarar

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: جناب چیئرمین! بہت شکریہ۔ جس حوالے سے بات ہورہی ہے، میں قانون کے طالب علم کی حیثیت سے صرف دو تین منٹ میں کچھ چیزیں بیان کروں گا۔ (T06 پر جاری ہے)

T06–17Aug2026 Tariq Mahsud/ED, Shakeel 05:00 pm

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ (جاری۔۔۔۔) اس حوالے سے بات ہو رہی ہے، میں قانون کے طالب علم کی حیثیت سے صرف دو تین منٹ میں کچھ چیزیں بیان کروں گا اور میں ضروری سمجھتا ہوں کہ جتنی سنجیدگی سے اچھے ماحول میں بات ہو رہی ہے، یہ اسی تناظر میں گفتگو ہو گی۔

جناب چیئرمین! ہم کئی دفعہ بھول جاتے ہیں کہ نظام جتنی مرضی انگلیاں اٹھالے، نظام کون چلارہا ہے، کون نہیں چلارہا، پیچھے کون ہیں، تاریں کون چلاتے ہیں، ہلاتے کون ہیں، لیکن ایک حقیقت ہے جناب چیئرمین! کہ ملک کو چلانے کے لیے پارلیمان نے ایک دستور دیا اور آئینِ پاکستان کے تابع ہم نے قانون سازیاں کی ہیں، قوانین کو adopt کیا، تعزیراتی قانون ہے، نیب کا قانون ہے، اسے ہم اچھا سمجھیں، برا سمجھیں، anti-terrorism laws ہیں، اسی پارلیمنٹ نے بنائے اور اسی پارلیمنٹ کے پاس آج بھی اختیار ہے، آج بھی اختیار ہے کہ وہ ان کو repeal کر دے۔

جناب! ان معاملات میں، یہ کسی سے ڈھکی چھپی بات نہیں ہے۔ چاہے وہ ۹ مئی کے مقدمات ہوں یا عمران خان کے متعلقہ مقدمات ہوں، وہ کورٹس میں چلے، ان میں گواہان آئے، شہادتیں ہوئیں، شہادتوں کے بعد جرح ہوئی، جرح کے بعد جزاسزا ہوئی ہے، کچھ لوگ بری ہوئے ہیں، کچھ لوگوں کو سزائیں ہوئی ہیں۔ میں نے صرف عرض کیا تھا کہ آپ موقع تو دے دیں، اس کے بعد آپ بولیں گے۔

جناب چیئرمین: آرڈر ان دی ہاؤس

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: جناب سزا کا mechanismایک ہی ہے کہ جو aggrieved ہے، اگر سزا کم ہوئی ہے تو prosecution اپیل میں چلی جاتی ہے، اگر سزا ہوئی ہے تو آپ appeal میں چلے جاتے ہیں۔ یا تو کہیں کہ انہوں نے بائیکاٹ کیا ہوا ہے، اور عمران خان صاحب یا ہمارے دیگر جو دوست ہیں، وہ سابق پارلیمنٹیرینز بھی ہیں ان میں سے، بہت سارے لوگ ہیں کہ انہوں نے اپیلیں نہیں کیں۔ جناب ! سب لوگوں نےappeals فائل کیں۔ میں نے اسی فلور پر ہمیشہ یہ کہا ہے اور ابھی بھی میں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ اپیلوں کے disposalکا اور trialsکے conclusionکا جو معاملہ ہے، وہ کئی سالوں سے اس کی بری حالت ہے۔ چھ سال دورانیہ تھا سزائے موت کی اپیل شنوائی کا۔ عمر قید کی اپیل کی شنوائی کا دورانیہ ہائی کورٹس میں ۵ سے ۷ سال تھا۔ وہ انہوں نے کوشش کر کے، backlogختم کرتے کرتے، اب وہ تین سال پہ، ساڑھے تین سال پہ آئے ہیں۔ نیب کی اپیلوں میں سر چھ چھ سال نیب کی اپیلوں کے فیصلے نہیں ہوتے۔

اس کیس میں بھی ان کی درخواست early hearing کی بھی موجود ہے، suspension of sentenceکی بھی موجود ہے۔ اور جیسے رانا ثناء اللہ صاحب نے کہا ہے، وہ دونوں فورمز کے اوپر پڑے ہوئے ہیں۔ اب میرے دوست کہتے ہیں کہ جی ہمیں عدالتوں پر اعتراض ہے، ہمیں عدالتوں پہ اعتماد نہیں ہے، تو پھر جو قانون، آئین جو فورم provide کرتا ہے، اسی پر ہم بھی ان عدالتوں کے سامنے پیش نہیں ہوتے رہے؟ جو کہتے تھے کہ ووٹ ڈال تو لیں لیکن گئے نہیں جائیں گے، اور پھر جب گئے بھی نہیں ہیں تو پھر لوگ بھی disqualify کر دیے۔ اسی فورم پر بیٹھ کے جب ہم بات کرتے تھے، آپ تو ہنستے تھے اس بات پر، آپ مذاق اڑاتے تھے کہ جی یہ رو رہے ہیں چھوٹے بچوں کی طرح، ان کو ریلیف نہیں ملا، یہ ہو گیا ہے۔

(مداخلت)

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: میں سسٹم پر بات کر رہا ہوں۔ ہمیں ماننا ہوگا۔ میاں نواز شریف کو سزا عدالتوں سے ہوئی...

جناب چیئرمین: اپنی بات مکمل کریں۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ : میاں نواز شریف کو سزا عدالتوں سے ہوئی، عدالتوں میں ہی اپیل گئی ان کی، عدالت نے ہی انہیں ضمانت دی، عدالت نے ہی ان کی میڈیکل رپورٹ consider کی، کوئی الگ چیز تو نہیں تھی ہوئی۔ یا تو کہیں کہ mob گیا تھا، انہوں نے جیل کا دروازہ توڑ کے انہیں باہر نکال لیا، تو وہ اس طرح گئے تھے، ہم بھی اسی طرح جائیں گے۔ جناب اس طرح نہیں ہوتا۔

ہم لوگ خود قانون ساز ادارے میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہ قوانین آپ نے، آپ سے پہلے آنے والوں نے بنائے اور دنیا کا ہر جو ملک ہے، وہ قانون ضابطے کے مطابق چلتا ہے۔ جیل ملاقات کے لیے بھی جیل مینوئل ہے۔ عمران خان صاحب کی ملاقاتوں کے شیڈول پر matter pending ہے، گو کہ سپریم کورٹ آف پاکستان میں بھی، اسلام آباد ہائی کورٹ میں بھی۔ لیکن جو بار بار رپورٹ آتی ہے جیل سے، پہلے تو اس کی جو well-being کی رپورٹ ہے، میں اور کسی بات پر نہیں جاتا جناب ! سپریم کورٹ میں یہ معاملہ agitate ہوا، سپریم کورٹ آف پاکستان نے اوپن کورٹ میں hearing کرتے ہوئے چیف جسٹس صاحب نے، یحییٰ آفریدی صاحب نے کہا کہ آپ کو کس بندے پر اعتماد ہے، اس کو بھیجتے ہیں۔ انہوں نے amicus curiae کے طور پہ friend of the court پر، جو خان صاحب کے اپنے وکیل ہیں بیرسٹر سلمان صفدر صاحب، اور وہ بڑا نیک نام آدمی ہے، non-political ہے، کسی سیاسی جماعت سے تعلق نہیں، ان کے تمام مقدمات ان دنوں میں ان کے پاس تھے، بہت سارے کیسز میں القادر کیس ہو یا دوسرے مقدمے، وہی کر رہے ہیں ان کے ۹ مئی کے متعلقہ بھی۔ سلمان صفدر صاحب نے رپورٹ دی، وہ ریکارڈ کا حصہ ہے، it's an open document، کوئی تین چار ماہ پرانی بات ہے، کوئی بہت سالوں پرانی نہیں ہے۔ اس رپورٹ میں انہوں نے وہ سارا کچھ mention کیا کہ جی ان کی خوراک، ان کا دھیان رکھنا، ان کے سیل کی صفائی، انہیں صبح کیا دیا جاتا ہے، دوپہر کو کیا، ان کی ورزش کے اوقاتِ کار کیا ہیں، ان کو lawn کتنا میسر ہے، ان کو مشقتی کتنے ہیں، یہ ساری چیزیں اس رپورٹ میں انہوں نے کہا کہ ہاں انہوں نے یہ شکایت کی کہ میرا جو علاج ہے، وہ میری choice کے ڈاکٹر سے نہیں ہو رہا۔

اگر سر ہم آج ٹھنڈے دل سے، ایک لمحے کے لیے میں عرض کروں گا، ٹھنڈے دل سے سوچیں کہ آج اگر ہم یہ اجازت دے دیں کہ ہر قیدی کو، آرٹیکل ۲۵ یہ کہتا ہے سب برابر ہیں، میرے میں اور کسی اور میں فرق نہیں ہے۔ آرٹیکل ۲۵ کو اور آئین کو سامنے رکھتے ہوئے آپ اگر ایک کو اجازت دیں گے تو پھر پورے ملک کو اجازت دیں گے۔ تو کہاں پر ہے؟ عام لوگ ہی ہیں وہ ! سابق وزیراعظم کہاں پر لکھا ہوا ہے؟

Mr. Chairman: order in the House.

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: نہیں، یہ نئی بات ہے۔ نہیں، کیا وہ دیوتا ہیں کوئی؟ نہیں، وہ عام آدمی ہیں۔ وہی تو نظام کو تبدیل کرنے کے لیے آئے، انہوں نے کہا ہے محمود و ایاز ایک صف میں کھڑا ہوگا، آپ دیوتا بناکے پیش کر رہے ہیں انہیں؟ خدا کا نام لیں۔ جو قانون میرے لیے ہے وہ آپ کے لیے ہے، جو آپ کے لیے ہے وہ عمران خان کے لیے ہے، جو عمران خان کے لیے ہے وہ نواز شریف کے لیے ہے، جو نواز شریف کے لیے ہے وہ بلاول کے لیے ہے۔ ہم اوپر سے اترے ہوئے ہیں کوئی؟ نہیں، ہمارے کوئی پر لگے ہوئے ہیں بازوؤں کی جگہ پر؟ کہ اس کے لیے قانون بدل دیں گے؟ آپ پڑھا کریں جاکے پہلے، پہلے قانون پڑھیں پھر بات کریں۔

جنابِ چیئرمین! انہوں نے پیشکش کرنی ہوتی ہے ٹک ٹاک پر، وہ آئے ہی اس لیے ہیں، ٹکٹ اس لیے ملا ہے انہیں۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ جو قانون اور ضابطہ ہے، اول تو جناب یہ sub-judice معاملہ ہے، sub-judice معاملہ ہے۔ میرے rules of procedure کہتے ہیں کہ sub-judice معاملے پر بحث نہ کریں، ہم اس کے باوجود کر رہے ہیں کہ یہ وہ معتبر ادارہ اور فورم ہے جس کے ذریعے عوام تک انفارمیشن جانی چاہیے۔

سلمان صفدر صاحب کی رپورٹ میں وہ ساری چیزیں موجود ہیں، وہ رپورٹ یہاں پہ نہیں رکی۔ اس رپورٹ کی basis پہ جنیوا میں IPU کی جو ہیومن رائٹس کی کمیٹی ہے، اس کی hearing ہوئی۔ درخواست تھی خان صاحب کے بچوں کی، میرے بھائی میرے خیال میں سواتی صاحب آپ کا بھی ایک ریفرنس تھا اس میں۔ میں نے وہاں پر پونے دو گھنٹے ایک ایک ڈاکومنٹ، ان کے conviction کی judgments، ان کا جیل مینوئل کے مطابق کیا رائٹس ہیں، کیا نہیں ہیں، وہ سارا کچھ ان کے سامنے رکھا۔ اور انہوں نے بھی اس پر ایک اپنی رپورٹ ایک ڈیڑھ صفحے کی دی ہے، جس پر انہوں نے کہا ہے کہ ہم expect کرتے ہیں کہ قانون اور ضابطے کے مطابق ہوگا۔ ساری دنیا اسی طرح چلتی ہے۔ تکلیف بطور سیاسی کارکن کے مجھے بھی ہوتی ہے کہ سیاسی لوگ جو ہیں، وہ اگر یہ شور مچائیں کہ ہمارے ساتھ سختی زیادہ ہوتی ہے۔ اور میں پھر نہیں کہوں گا، میں بالکل نہیں کہوں گا کہ جو ہوتا رہا ہے وہی کیا جائے، میں صرف یہ کہتا ہوں کہ جیسے آج بات کر رہے ہیں، مل بیٹھ کے بات کریں، آپ عدالتی

جو پیروی ہے اس کو تیز کریں، ultimate فیصلہ عدالتوں نے کرنا ہے اور عدالتوں پہ اعتماد کریں، اللہ تعالیٰ آسانیاں پیدا کریں گے۔ بہت شکریہ!

جناب چیئرمین: سینیٹر محسن عزیز صاحب

<u>Senator Mohsin Aziz</u>

سینیٹر محسن عزیز: شکریہ چیئرمین صاحب! میں یہاں بات یہ کرنا چاہتا ہوں کہ کوئی...

Mr. Chairman: Five minutes

سینیٹر محسن عزیز: جی سر! سر کوئی تہذیب یافتہ ملک، کوئی ترقی پذیر ملک، کوئی ترقی یافتہ ملک، کوئی بھی قانون کے بغیر، ایک constitutionکے بغیر نہیں چل سکتا۔ لوگ کہتے ہیں یہ جنگل کا قانون، میں کہتا ہوں کہ جنگل میں بھی ایک قانون ہوتا ہے۔ اب میں یہاں جو بات کرنا چاہ رہا ہوں، وہ یہ کرنا چاہ رہا ہوں کہ ایک جنگل میں بھی جب unwritten constitution ہوتا ہے، تو یہاں کیا مشکل ہمیں پیش آ رہی ہے کہ ایک لیڈر، ایک سب سے بڑی پارٹی کا لیڈر، جس نے کہ یہاں پر شوکت خانم بنایا، جس نے کہ یہاں نمل (NAMAL) بنایا، وہ اس کو جو ہے پچھلے تین سال سے، وہ قید کے پیچھے ہے، اور ناکردہ گناہ میں قید کے پیچھے ہے۔ گناہ اس کا کیا تھا کہ اس نے UNمیں جاکے اسلام کا نعرہ بلند کیا تھا، بے خوف و بے خطر، قصور اس کا یہ ہے کہ اس نے جاکے یہ کہا تھا کہ "Absolutely not "۔ یہ اس کا اصل قصور ہے جس کی اس کو سزا دی جارہی ہے۔ اگر اس کی گھڑی کسی نے خرید لی، تو وہ ناروے میں convict ہے جس کو آپ تمغہ دے رہے ہیں۔ بہر حال، میں ان باتوں میں نہیں جاتا۔

میں یہ صرف یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ ایک آدمی جس کو آپ نے کہا تھا کہ یہ جی پندرہ دن بھی جیل میں نہیں گزارے گا، اس نے تین سال ہر قسم کی جیل گزار دی۔ اب ایک ہمارا بھی قانون ہے، ایک جیل کا مینوئل ہے۔ تارڑ صاحب نے فرمایا، بالکل ٹھیک کہا۔ دیکھیے! جیل میں ہر ایک کو ایک ڈاکٹر کے پاس جانے کی اجازت ہے۔ ہمارے لیڈر کو کیوں نہیں ہے؟ آپ سمجھتے ہیں کہ جی اس کو اپنی مرضی کا ڈاکٹر نہیں مل سکتا؟ میں تو سمجھتا ہوں یہ زیادتی ہوگی۔ ہم نے نواز شریف صاحب کے ساتھ ایسا ظلم نہیں کیا جو آپ لوگ کر رہے ہیں۔

ہم یہاں یہ کہنا چاہتے ہیں کہ آیا جیل مینوئل میں یہ نہیں لکھا گیا کہ وہ اپنے (جاری۔۔۔۔T07)

T07-17August2026 Abdul Razique/Ed: Waqas Khan 05:10 p.m.

سینیٹر محسن عزیز: (۔۔۔۔جاری) ہم نے نواز شریف صاحب کے ساتھ ایسا ظلم نہیں کیا جو آپ لوگ کر رہے ہیں۔ ہم یہاں یہ کہنا چاہتے ہیں کہ آیا Jail Manual میں یہ نہیں لکھا گیا کہ وہ ہر ہفتے اپنے رشتہ دار، دوستوں اور چاہنے والوں سے مل سکتے ہیں لیکن اس کے لیے ہمیں کیوں ترلے، منتیں کرائی جا رہی ہیں اور اس کے لیے ہم کیوں بار، بار request کرتے ہیں۔ ان پر پچھلے پانچ مہینے سے یہ پابندی کیوں ہے کہ وہ اپنے کسی رشتہ دار سے نہیں مل سکتے ہیں۔ اب جو خبریں باہر آ رہی ہیں۔ دیکھیں خدارا! ہر کوئی ایک انسان ہے اور ہر کسی پر یہ وقت آئے گا لیکن بات یہ ہے کہ اگر ایک آدمی بیمار ہے، اسے آپ نہ اپنے کسی رشتہ دار سے ملنے دے رہے ہیں، نہ کسی دوست سے ملنے دے رہے ہیں اور نہ اپنے بچوں سے ملنے دے رہے ہیں اور بار، بار سپریم کورٹ یا کسی اور کورٹ کی نشاندہی کر رہے ہیں۔ دیکھیے ہمارے منہ سے وہ بات نہ نکلوائیں کہ سب جو یہ کہہ رہے ہیں کہ سسٹم فیل ہو چکا ہے تو سسٹم میں صرف ایک پارلیمنٹ تو نہیں ہے، economy تو نہیں ہے بلکہ سسٹم میں تو بہت ساری چیزیں ہیں اس وقت میں وہ باتیں نہیں کرنا چاہتا۔ ہم آپ کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ آج آپ نے ہمیں یہ بات کرنے کا کم از کم ایک موقع تو دیا۔ میں صرف یہی کہتا ہوں کہ انہیں قانون کے مطابق deal کیا جائے۔ انہیں یہ سمجھا جائے کہ یہ ایک political leader ہیں اور پاکستان کے ایک لیڈر ہیں۔ پاکستان کے وہ لیڈر ہیں جس نے آپ کو تین، تین شوکت خانم بنا کر دیے اور نمل یونیورسٹی بنا کر دی۔ یہ وہ شخص ہے جس نے ورلڈ کپ ٹرافی جیت کر دی۔ یہ وہ شخص ہے جس کے ہسپتالوں میں ہزاروں patients treat ہوتے ہیں لیکن اسے treatment کی اجازت نہیں دی جا رہی۔ یہ ظلم ہے۔ میں تو یہی کہتا ہوں کہ

میں آج زد پر اگر ہوں تو خوش گماں نہ ہوں
چراغ سب کے بجھیں گے ہوا کسی کی نہیں

بات یہ ہے کہ یہ وقت سب پر آئے گا اور اس وقت کو ہمیں اچھے طریقے سے گزارنا چاہیے۔ ہم چاہتے ہیں کہ جس طریقے سے ہماری قوم اس وقت ایک تکلیف سے گزر رہی ہے، ایک economic collapse ہو چکا ہے، ہم سمجھتے ہیں کہ اس وقت یہاں law and

order collapse ہوچکا ہےاور ہر شعبہ اپنی نچلی سطح پر جا چکا ہے تواس وقت ایک reconciliation کی ضرورت ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جولیڈرز ہیں، اس وقت انہیں بیٹھنا چاہیے۔ جب تک وہ نہیں بیٹھیں گے، یہ کام نہیں ہوگا۔ آج توآپ وہی بات کر رہے ہیں اورآپ دونوں جو وہاں بیٹھے ہیں، ایک دوسرے پرالزام لگا رہے ہیں۔ ہم نے آپ سے پہلے یہی بات کی تھی کہ economic collapse ہوچکاہے اور آج وہی بات ہو رہی ہے تو اس کے لیے کس چیز کی ضرورت ہے۔ یہ ہمارا ملک ہے۔ ہم نے بنایا ہے اور ہمارے آباؤ اجداد نے بنایا ہےاور ہم نے اسے اپنے بچوں کے لیے چھوڑ کر جانا ہے۔ اس لیے آج اس ظلم کو ختم کریں اورانہیں ان کی فیملی سے ملنے دیں۔ جو ان کی بیگم ہے، ان کی کسی قسم کی political activity میں شامل نہیں تھی اوران کا کسی قسم کا اختیار نہیں تھا پھر بھی آپ نے انہیں ناکردہ سزاؤں کے لیے جیل میں رکھا ہوا ہے۔ خان صاحب کو بھی ناکردہ سزاؤں کے لیے جیل میں رکھا ہوا ہے۔ اس لیے توان کی پیشی نہیں ہو رہی اور عدالت بھی چپ کر کے بیٹھی ہوئی ہے۔ دوسری بات یہ کہ آپ انہیں تکالیف دے رہے ہیں تاکہ وہ ٹوٹ جائے۔ نہ وہ ٹوٹا ہے اورنہ وہ ٹوٹے گا۔ وہ گرا ہے اورنہ وہ گرے گا لیکن جو ان کا اختیار ہے، انہیں ہمارے کانسٹیٹیوشن کے مطابق جو سہولت مہیا ہے، ہم صرف اس کے لیے request کررہے ہیں کہ کم از کم انہیں وہ دی جائے تاکہ یہ معاملات آگے چلیں اور ایک انسانی ہمدردی کے تحت آپ سے ایک بات کی جا رہی ہے جو میں سمجھتا ہوں کہ آپ کو اس کی اجازت دینی چاہیے کیونکہ یہ وقت کسی کا بھی نہیں ہےاور کل کسی پر بھی آسکتا ہے، شکریہ۔

Mr. Chairman: Thank you. Yes, Tariq Fazal Chaudary sahib. Please speak for five minutes.

Dr. Tariq Fazal Chaudary, Minister for Parliamentary Affairs

ڈاکٹر طارق فضل چوہدری (وزیر برائے پارلیمانی امور): بہت شکریہ، معزز چیئرمین صاحب! اس وقت ایوان میں جو گفتگو ہو رہی ہے اور اپوزیشن اور گورنمنٹ کی طرف سے honourable Senators اس پر اپنا اظہار خیال کر رہے ہیں۔ میں بہت مختصر عرض کرنا چاہوں گا کہ honourable Senator نے ابھی جو بات کی، انہوں نے ایک جملہ بولا ہے کہ ہمارے دور میں جو ظلم ہوئے تھے، اس دور میں اس سے زیادہ ظلم ہو رہے ہیں۔ گزارش یہ ہے کہ ظلم کا ہونا چاہیے تھوڑا یا زیادہ، یہ ہو کیوں رہا ہےاور ہم اس پر بات

کیوں نہیں کرتے کہ جن کو آج آپ ظلم کہہ رہے ہیں یا جن کا آپ ذکر کر رہے ہیں، ان کی کیا بنیاد ہے اور یہ کیسے ٹھیک ہو سکتے ہیں۔ میں اپنے معزز اپوزیشن کے دوستوں کو بڑی مختصر عرض کروں گا کہ آپ اپنے اندر یکسوئی پیدا کریں۔ آپ جتنے مسائل کا آج ذکر کر رہے ہیں، ہم نے ان کا حل آج نہیں بلکہ کوئی سال پہلے دیا تھا لیکن آپ کی صفوں کے اندر کچھ ایسی تقسیم ہے کہ یا تو آپ کو ہماری بات سمجھ نہیں آ رہی یا آپ سمجھنا نہیں چاہتے ہیں یا آپ خود کسی ایک نکتے پر پہنچنا نہیں چاہتے ہیں۔ میں تھوڑا سا ذکر کرنا چاہوں گا کہ اسی سال جس مہینے بجٹ سیشن تھا تو honourable Prime Minister نے جا کر لیڈر آف دی اپوزیشن کو یہ بات کی کہ ہمیں بیٹھ کر بات کرنی چاہیے۔ اس کے بعد ہمارے پارلیمانی لیڈر اور political affairs کے مشیر جناب رانا ثنا اللہ خان اور میں اپوزیشن لیڈر کے چیمبر گئے تھے۔ راجہ صاحب تشریف فرما ہیں اور انہیں یاد بھی ہو گا کہ اچکزئی صاحب بھی تھے۔ اس وقت جو بات ہوئی، وہ یہ تھی کہ جگہ کا تعین کہاں ہو جہاں پر بات ہو سکے اور پرائم منسٹر بھی آئیں اور آپ کا بھی delegation ساتھ ہو۔

جناب، ہم نے سپیکر چیمبر آفر کیا اور اس پر اس طرف سے اتفاق نہیں ہو سکا۔ ہم نے کہا آپ اپنی مرضی کی کوئی جگہ بتا دیں اور اس پارلیمنٹ ہاؤس کے اندر بیٹھ کر بات چیت کے ذریعے یہ تمام مسائل جن پہ آج بات ہوئی ہے اور میں تفصیل میں نہیں جاؤں گا چونکہ technical بات بھی ہو گئی، law points پر بھی بات ہو گئی اور political بات بھی ہو گئی ہے تو ہم نے یہ کہا کہ یہ ساری باتیں آپ لے کر آئیں۔ جناب چیئرمین وہاں پر یہ بات بھی بڑا کھل کر ہوئی کہ اس ملاقات کے SOPs پہلے سے طے نہیں ہوں گے، کوئی ایجنڈا پہلے سے طے نہیں ہو گا اور وہ open for debate ہو گی۔ آپ کی مرضی جس ایشو پر بات کریں، کسی topic پر بات کریں، پرائم منسٹر اور ان کی ٹیم انشاءاللہ نہ صرف خندہ پیشانی سے سنیں گے بلکہ اس کا کوئی حل نکالنے کی کوشش بھی کریں گے۔ پرائم منسٹر کی وہ دعوت آج بھی valid ہے اور expire نہیں ہوئی۔ جیسے پہلے میں نے کہا کہ آپ آپس میں یکسوئی پیدا کریں۔ لیڈر آف اپوزیشن اچکزئی صاحب، لیڈر آف دی اپوزیشن سینیٹ راجہ ناصر صاحب اور ہمارے پارلیمانی لیڈر تشریف فرما ہیں۔ بیٹھیں، وقت اور جگہ کا تعین کریں اور میں دوبارہ repeat کرتا ہوں کہ وہ offer آج بھی valid ہے اور expire نہیں ہوئی اور یہ واحد راستہ ہے۔ یہاں پر روزانہ ہم business suspend کر کے جو تقاریر شروع کرتے ہیں، آگے نکلنے کا یہ واحد راستہ ہے۔ دوسری بات میں یہ عرض کروں گا کہ

جب میں یکسوئی کی بات کر رہا ہوں تو آپ دونوں چیزوں کو parallel چلانے کی کوشش کرتے ہیں۔ ایک طرف ہم مذاکرات کی بات کر رہے ہیں اور آپ کے سات کچھ دعوت کی بات کی جسے آپ سنجیدہ نہیں لے رہے ہیں۔

(اس دوران جناب ڈپٹی چیئرمین سینیٹر سیدال خان کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی وزیر صاحب۔

ڈاکٹر طارق فضل چوہدری: جناب، دوسری طرف بار، بار آپ پر تشدد مظاہروں کی کال دیتے ہیں۔ اس سے آپ اس سسٹم کو نہ توsabotage کر سکتے ہیں، نہ اسے capture کر سکتے ہیں اور نہ یہ سسٹم جائے گا۔ اسلام آباد میں اس سے پہلے بھی ایسے مظاہرے کیے گئے جو کوئی خوشنما مناظر نہیں تھے نہ میڈیا کے لیے نہ اسلام آباد کے residents کے لیے۔ آئینی حقوق کا نام لے کر آپ اگر protest کی بات کرتے ہیں تو بالکل یہ آپ کا آئینی حق ہے لیکن وہ کبھی بھی پرامن مظاہرے نہیں ہوتے اور جن کا آپ کہتے ہیں ہمارے مظاہرے بڑے پرامن ہوں گے اور اس کا خمیازہ اسلام آباد کے لوگ جن کے اپنے آئینی حقوق ہیں کہ وہ اپنی مرضی سے سکول، کالج، ہسپتال، کاروبار اور اپنے دفاتر جا سکیں، یہ ان کے constitutional rights ہیں لیکن آپ انہیں صلب کر لیتے ہیں اور پورا شہر choke کر دیتے ہیں لہٰذا اگر پرامن احتجاج کرنا ہے وہ تو کے پی میں ہو سکتا ہے، پشاور میں بھی ہو سکتا ہے but why Islamabad. پھر یہ کہا جاتا ہے جی اسلام آباد۔۔۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر مشال اعظم، order in the House, please. سینیٹر فیصل سلیم صاحب اور سینیٹر مولانا عطاء الرحمٰن صاحب،.order in the House, please

ڈاکٹر طارق فضل چوہدری: چونکہ میرا تعلق اسلام آباد سے ہے اور میں اسلام آباد کی بات وضاحت سے کرنا چاہتا ہوں کہ یہ کہا جاتا ہے کہ کیا اسلام آباد ان کا ہے۔ بھئی اسلام آباد ہمارا نہیں ہے۔ جتنا ہمارا ہے، اتنا آپ کا بھی ہے۔ آپ کے تمام لوگوں کا روزانہ نہ صرف اسلام آباد آنا، جانا ہوتا ہے بلکہ ہر ٹاک شو میں وہ شریک ہوتے ہیں اور آزادی سے بات کرتے ہیں۔ Live پروگراموں میں آتے ہیں۔ کس جگہ پر آپ کو یہ محسوس ہو رہا ہے کہ آپ پر عرصہ حیات تنگ کر دیا گیا ہے۔ ہر جگہ پر آپ کی بات ہوتی ہے۔ آج بجٹ کے بعد پہلا سیشن

تھا لیکن جو routine business تھا، آپ کی خواہش پر کہ آپ نے کہا کہ جناب تقاریر ہونی چاہیں تو ہم نے وہ suspend کیا۔ جناب میری honourable Opposition Members سے یہ گزارش ہے کہ یکسوئی کے ساتھ ایک راستہ اختیار کریں۔ بات کرنی ہے تو بات کریں۔ انتشار کی طرف جانا ہے تو وہ بھی بتا دیں کہ جی ہم نے انتشار ہی کرنا ہے اور ہم نے سڑکوں پر ہی ساری چیزیں decide کرنی ہیں لیکن امن کا راستہ، پارلیمانی نظام کو آگے لے کر جانے کا راستہ یہی ہے کہ بیٹھ کر بات چیت ہو، بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی راجہ صاحب۔

Senator Raja Nasir Abbas

سینیٹر راجہ ناصر عباس: شکریہ۔ میرے خیال میں جو طارق فضل چوہدری صاحب نے کہا ہے اور رانا ثناءاللہ صاحب سے بھی رابطہ رہتا تھا اور رہتا ہے اور ہم نے ان سے یہی بات کہی تھی کہ پارلیمنٹ کے اندر جو Constitution Room ہے، ہم اس میں بیٹھ جاتے ہیں یا اس طرح کی کوئی جگہ اور بتادیں، ہم حاضر ہیں۔ ہم نے تو کبھی انکار نہیں کیا ہے۔ باقی detailed باتیں اور بعض اوقات جو off the record باتیں ہوتی ہیں، میں انہیں زبان پر نہیں لاتا ہوں، شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ۔ جی سینیٹر مشال اعظم۔

Senator Mashal Azam

سینیٹر مشال اعظم: شکریہ، جناب چیئرمین! آج کتنا unfortunate ہے کہ اس ایوان میں ایک مقبول ترین لیڈر اور ملک کے سابق وزیراعظم کی صحت کے حوالے سے ہم آواز اٹھا رہے ہیں لیکن حکومت پوری ڈھٹائی سے ہمیں excuses دے رہی ہے۔ عمران خان، اس ملک کا مقبول ترین لیڈر اور ایک سابق وزیراعظم جس نے اس ملک کے غریب عوام کو تین کینسر ہسپتال دیے۔ صحت انصاف کارڈ دیا جس نے اس ملک کے 43 million families کو accommodate کیا اور آج وہ خود اپنے لیے صحت کا انصاف مانگ رہا ہے۔۔۔

(جاری T08)

سینیٹر مشال اعظم: (جاری) ایک سابق وزیراعظم، جس نے اس ملک کے غریب عوام کو تین کینسر ہسپتال دیے۔ صحت انصاف کارڈ دیا ، جس نے اس ملک کے 43 million families کو accommodate کیا۔ اور آج وہ خود اپنے لیے صحت کا انصاف مانگ رہا ہے۔ آج وہ خود اپنے لیے علاج مانگ رہا ہے۔ آج وہ اپنی اہلیہ کے لیے علاج کی سہولت مانگ رہا ہے۔ یہاں پر باتیں ہوئیں۔ جناب! میں رانا ثناء اللہ صاحب سے شروع کروں گی۔ جب Leader of the Opposition نے کہا کہ خان صاحب کی صحت کا، بلڈ پریشر کا مسئلہ ہوا ہے تو میں نے check کرایا اور مجھے کہا گیا کہ ایسا کوئی معاملہ نہیں ہے تو جناب! سپرنٹنڈنٹ، اڈیالہ جیل کو save کریں کیونکہ وہ آپ سے غلط بیانی کر رہا ہے۔ اسی سپرنٹنڈنٹ، اڈیالہ جیل نے آج سپریم کورٹ میں اپنی رپورٹ جمع کی ہے جس میں انہوں نے کہا ہے کہ عمران خان صاحب صحت کے سنگین صورتحال کو face کر رہے ہیں اور ان کو بہت سی چیزیں درپیش ہیں جن میں ایک BP ہے اور جس کے لیے ڈاکٹرز نے کہا ہے کہ ان کا علاج اڈیالہ جیل میں نہیں ہو سکتا، ان کے لیے کچھ facilities درکار ہیں جو حکومت ان کو نہیں دے رہی ہے۔

پھر یہاں پر بات ہوئی، ہمارے وزیر قانون صاحب نے بات کی کہ عدالتوں میں یہ معاملہ *sub-judice* ہے تو اس پر بات نہیں کر سکتے۔ جناب! کن عدالتوں کی بات کر رہے ہیں؟ ہمارے لیے قانون ہے، ہمارے لیے آئین ہے اور آپ کے نواز شریف صاحب کے لیے biometric machine اسلام آباد ہائی کورٹ پہنچائی جاتی ہے۔ آپ ان عدالتوں کی بات کر رہے ہیں جو ہم سے ضمانتیں مانگتی تھیں کہ نواز شریف صاحب کے platelets down ہو گئے تھے، کون ان کی زندگی کی ضمانت لے گا؟ تو آج میں رانا ثناء اللہ صاحب سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ پوچھیں شہباز شریف صاحب سے کہ کون عمران خان صاحب کی زندگی کی ضمانت لے گا؟ کون بشریٰ بی بی کی زندگی کی ضمانت لے گا؟ آپ خود کہہ رہے ہیں کہ ان کا BP shoot-up ہوا ہے، ہم ان کے لیے facilities دیں گے۔۔۔

(مداخلت)

سینیٹر مشال اعظم: میڈم! چپ کر جائیں۔[1][****]

جناب ڈپٹی چیئرمین: یہ الفاظ حذف کریں۔

[1] "Words expunged as ordered by the Deputy Chairman.".

سینیٹر مشال اعظم: صحیح ہے کریں، حذف کریں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: حذف کریں۔ مجھے تو لگ رہا ہے کہ آپ کا blood pressure high ہے۔

سینیٹر مشال اعظم: بہت high ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آرام سے۔

سینیٹر مشال اعظم: جناب! سنیں۔ سپریم کورٹ کی رپورٹ یہ کہتی ہے کہ یکم اگست سے لے کر 10 اگست تک خان صاحب کی صحت خراب رہی ہے۔ جناب! آپ نے ان کو کیا facilities دی ہیں؟ آپ نے کیوں ان کو ہسپتال منتقل نہیں کیا؟ ورنہ حالات تو یہ ہیں کہ PIMS میں صدر زرداری صاحب کے لیے پورا بلاک مختص ہوا تھا۔ اسی پنجاب میں نواز شریف صاحب اور ان کی بیٹی کے لیے پورے پورے بلاک مختص ہوتے ہیں اور آپ ہمیں آئین اور قانون سمجھا رہے ہیں۔ پھر ہمارے وزیر قانون صاحب نے بات کی کہ جی ان کا trial ہوا، ان کا evidence ہوا، ان کا witness ہوا اور پھر کیا ہوا؟ جناب! ہمت ہے تو اپیلیں لگائیں، کیوں نہیں لگا رہے۔ آپ لوگ تو ججز کے لیے لڑ رہے ہیں۔ آپ تو summary سے پہلے deals کرتے ہیں کہ آدھے ججز آپ کے اور آدھے ہمارے ہوں گے۔ آپ باتیں کر رہے ہیں۔ آپ ہمیں ججز کی بتا رہے ہیں۔ آپ ہمیں سپریم کورٹ اور ہائی کورٹ کی باتیں بتا رہے ہیں۔ آپ اپیلیں لگائیں نا، کیوں نہیں لگا رہے ہیں۔ وزیر قانون صاحب! کیا آپ مجھے بتا سکتے ہیں کہ جب خواتین کے معاملے میں سزا mature ہو جاتی ہے تو suspension of sentence نہیں لگایا جاتا، کیوں نہیں لگایا جاتا جناب! کیونکہ ان کو پتا ہے کہ جب اپیلیں لگیں گی اور جب تک ہم نے ان کے لیے نئی قانون سازی نہ کرائی ہو گی تو یہ تو acquit ہو جائیں گے لیکن اس لیے یہ نہیں کرنا چاہتے کیونکہ یہ عمران خان صاحب کو اندر رکھنا چاہتے ہیں۔

جناب! آج میرے لیڈر کی صحت کی بات ہے۔ آج چونکہ ہم یہاں پر اس لیے بات کر رہے ہیں کیونکہ راناء ثنااللہ صاحب کو شاید یہ بات نہیں پتا کہ اسلام آباد ہائی کورٹ۔۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: ختم کریں، پانچ منٹ پورے ہوئے، آپ ختم کریں۔

سینیٹر مشال اعظم: جناب! Conclusion پر آتی ہوں۔ جناب! حوصلے سے سنیں، ہمارے لیڈر مشکل میں ہیں، ان کی زندگی کی بات ہو رہی ہے۔ میں کیسے conclude کروں۔ آپ ان کو جیل سے ہسپتال shift کریں تو میں ابھی conclude کر دیتی ہوں۔ آپ

verdict دیں نا، نہیں دے سکتے تو پھر ہماری بات سنیں۔ جناب! یہاں پر رانا ثناء اللہ صاحب نے بات کی۔ ہم نے اسلام آباد ہائی کورٹ میں ہم نے petition دی، اسلام آباد ہائی کورٹ نے کہا کہ عمران خان صاحب کے لیے Executive orders ہوں گے۔ کمشنر، اسلام آباد order کرے گا اور سپرنٹنڈنٹ، اڈیالہ جیل order کرے گا۔ جناب! کمشنر، اسلام آباد کس کے نیچے آتا ہے؟ اس حکومت کے نیچے آتا ہے۔ یا تو بتائیں کہ وہ ہمارے نیچے نہیں آتا تو ہم مان جائیں گے کہ ٹھیک ہے آپ کے نیچے نہیں آتا لیکن سپرنٹنڈنٹ، اڈیالہ جیل کے پاس ملاقاتوں کا اختیار ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ جی۔

سینیٹر مشال اعظم: آپ کو جو باتیں پسند آتی ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر مشال، شکریہ۔

سینیٹر مشال اعظم: سنیں، کیسے شکریہ جناب۔ ابھی تو میں نے شروع بھی نہیں کیا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: پانچ منٹ پورے ہوگئے۔ پانچ منٹ سے ایک منٹ بھی زیادہ نہیں۔

سینیٹر مشال اعظم: رانا ثناء اللہ صاحب نے سات منٹ بات کی ہے۔ جناب! میں سات منٹ بات کروں گی۔ آپ مجھے ایک منٹ اور دیں۔ جناب! میں conclude کر رہی ہوں۔۔۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: مائیک بند کریں۔ یہ ساری چیزیں آپ اور حکومت کے درمیان طے ہوئی ہیں۔ جی سینیٹر طلال چوہدری صاحب۔

Senator Muhammad Tallal Badar, MoS for Interior and Narcotics Control

سینیٹر محمد طلال بدر (وزیر مملکت برائے داخلہ وانسداد منشیات): بہت شکریہ، جناب چیئرمین۔ گزارش یہ ہے کہ یہ تحریک شروع ہوئی تھی انقلاب لانے سے، نظام بدلنے سے، میں وزیراعظم نہیں مانتا، میں صدر نہیں مانتا، میں اسمبلی نہیں مانتا، میں الیکشن نہیں مانتا، میں چیف جسٹس نہیں مانتا اور میں آرمی سٹاپ نہیں مانتا۔ اب یہ بات ملاقات پر آ گئی ہے۔ ایک ہے قانونی۔۔۔

(مداخلت)

Mr. Deputy Chairman: Order in the House, please.

سینیٹر محمد طلال بدر: قانونی اور انسانی معاملہ۔ دوسرا ہے اس کو سیاسی ایجنڈا بنانے کا معاملہ۔ جناب چیئرمین! اب ان کی سیاست انسانی ہمدردی کارڈ پر، ملاقات پر، بچوں کو آنے نہیں دیتے۔ جناب چیئرمین! میں حیران ہوں کہ لوگ اپنے بزرگوں کے لیے، بھائیوں کے لیے، لیڈر کے لیے دعا مانگتے ہیں کہ اللہ اس کی عمر دراز کرے، اس کو صحت دے۔ یہ سب سے زیادہ وہ لوگ ہیں جو ہر چوتھے دن افواہ پھیلاتے ہیں کہ اس کی جان کو خطرہ ہے اور وہ نہ جانے وہ شاید زندہ ہی نہیں ہے۔ اور یہ سب کچھ کس کے گرد گھومتا ہے۔ کیا کیا try نہیں کیا۔ 9 مئی، 26 نومبر، استعفے، اسمبلیاں توڑیں، میں الیکشن نہیں مانتا، ہم پارلیمنٹ نہیں مانتے اوراب بات ایک ملاقات تک آ گئی ہے۔ گزارش یہ ہے کہ ملاقات تو ایک Jail Manual اور قانون کے مطابق ہو گی۔ جناب چیئرمین! صبح سپریم کورٹ آف پاکستان کا تین رکنی بینچ، جس میں writ petition لگائی گئی ہے، جس میں میٹنگ اور میڈیکل، دونوں کے بارے میں صبح writ لگی ہے۔ اس میں اڈیالہ جیل کے سپرنٹنڈنٹ نے اپنی detailed report جمع کروائی ہے۔ اس رپورٹ میں انہوں نے ان کی صحت کے متعلق، ان کی ملاقاتوں کے متعلق، ان کی living conditions کے متعلق ایک ایک چیز بتائی ہے۔ اس میں جو facts دیے گئے ہیں، اس میں کہا گیا ہے کہ بشریٰ بی بی اور عمران خان صاحب کی ملاقاتیں 84 مرتبہ ہوئی ہیں۔ اتنی ملاقاتیں ان کی گھر نہیں ہوئیں جتنی ان کی وہاں پر کروائی گئی ہیں۔

گزارش یہ ہے اس کے علاوہ ان کی ملاقاتوں کے ساتھ ان کی ,living conditions ان کی ,medical conditions ان کو کون کون سی سہولتیں دی گئی ہیں۔ اب بات یہ ہے کہ کل سپریم کورٹ آف پاکستان میں یہ معاملہ ہے۔ اس سے پہلے بھی سپریم کورٹ آف پاکستان میں یہ معاملہ آیا۔ اس میں بانی پی ٹی آئی کے وکیل کو مقرر کرکے سپریم کورٹ نے جیل میں بھیجا۔ جیل گئے، انہوں نے رپورٹ دی، اس رپورٹ پر سپریم کورٹ نے اطمینان کا اظہار کیا۔ اب بات یہ ہے کہ گلے پر انگوٹھا رکھ کر ملاقات، dictate کروا کر ملاقات، کیونکہ آپ کے پاس سیاسی ایجنڈا کوئی نہیں، اسمبلیاں توڑیں کوئی فائدہ نہیں، استعفے دیے کچھ نہیں نکلا، 9 مئی، کچھ نہیں نکلا، 26 نومبر، کچھ نہیں نکلا۔ ضمنی الیکشن ہار گئے کچھ نہیں نکلا۔ اب رہ گیا ہے ہمدردی کارڈ۔ کبھی کہتے ہیں کہ ہمارے بچوں کو آنے نہیں دیتے۔ میں on floor of the House کہہ رہا ہوں کہ ان کے NICOPs valid ہیں ویلڈ ہے، دونوں بچوں کے NICOPs valid ہیں۔۔۔۔

(مداخلت)

Mr. Deputy Chairman: Order in the House.

یہ سب کچھ آپ دونوں کے consensus سے ہو رہا ہے۔ آپ bulldoze نہیں کر سکتے۔

سینیٹر محمد طلال بدر: جناب چیئرمین! بانی پی ٹی آئی کے دونوں بچوں کے valid NICOP cards ہیں، انہیں کون روکتا ہے۔ تین سال ہو گئے، وہ اپنے باپ سے ملنے نہیں آئے۔ وہ کبھی امریکہ جاتے ہیں، کبھی دوسری جگہ جاتے ہیں لیکن یہاں پر اسے political point scoring کے لیے بنا دیا جاتا ہے۔ گزارش یہ ہے جناب چیئرمین! یہ جو معاملہ ہے، دوسرا، اس میں سیاسی رویہ اختیار کریں۔ یہ سیاسی رویہ ہے، ہماری بات نہیں سننی، اپنی بات کرنی ہے۔۔۔۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: میڈیا نے آپ کو دیکھ لیا۔ ویڈیوز بھی بن رہی ہیں اور خبر بھی بن رہے ہیں۔ جی۔

سینیٹر محمد طلال بدر: جناب چیئرمین! مذاکرات کی میز سے کون اٹھ کر گیا ہے۔ یہ اٹھ کر گئے ہیں۔ اس مذاکرات کی میز پر واپس آئیں۔ وزیراعظم کی کمیٹی intact ہے، موجود ہے۔ سپیکر صاحب کا دفتر موجود ہے۔ آئیں، بات کریں۔۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: طلال صاحب! ختم کریں۔

سینیٹر محمد طلال بدر: کسی dictate کرنے سے، گلے پر انگوٹھا یا آپ اوپر سے اترے ہوئے ہیں اور اپنی مرضی کریں گے۔ ملاقاتیں Jail Manual اور عدالتی حکم کے مطابق ہوں گی۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: میں House سے پوچھنا چاہتا ہوں۔ (جاری۔۔۔T09)

T09-17Aug2026 Ali/Ed: Shakeel 05:30 pm

جناب ڈپٹی چیئرمین: طلال صاحب conclude کریں، پلیز۔

سینیٹر محمد طلال بدر: آپ گلے میں انگوٹھا، یا سمجھیں کہ آپ اوپر سے اترے ہوئے ہیں، آپ اپنی مرضی کریں گے، ملاقاتیں Jail Manual سے اور عدالتی حکم کے مطابق ہوں گی۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ۔ میں ایوان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ ساری چیزیں consensus سے ہوئیں کہ پانچ بندے یہاں سے بولیں گے، پانچ وہاں سے اور پانچ منٹ بولیں گے۔ یہ ہماری چھوٹی بہن ہے، اس کو کیا کہہ سکتے ہیں؟ پتا نہیں، یہ اس سے کیا حاصل کرنا چاہتی ہیں۔ سینیٹر ذیشان خانزادہ صاحب please.

Senator Zeeshan Khanzada

سینیٹر ذیشان خانزادہ: بہت شکریہ جناب چیئرمین۔ خان صاحب کی صحت کے حوالے سے جو آج خصوصی speeches رکھی گئیں اور Business کو postpone کیا گیا، اس کی آج ضرورت کیوں پڑی؟ ادھر سے Treasury benches سے کہا جاتا ہے کہ ایک Rule ہے جس کے مطابق آپ ایسی چیزوں پر بات ہی نہیں کر سکتے ہیں، کیونکہ یہ ایک National issue نہیں ہے۔ لیکن ان کو میں یہ ضرور بتاؤں کہ آپ کے لیے National issue نہیں ہوگا، لیکن خان صاحب ایک National asset ہے اس ملک کی عوام کے لیے اور ہم یہ خان صاحب کی سیاست کی بات نہیں کر رہے، نہ ہم پی ٹی آئی کی بات کر رہے ہیں، خان صاحب کی صحت، ان کی زندگی کی بات کر رہے ہیں اور اس پر ہم بات کرنا چاہتے ہیں اور یہ ہمارا حق بنتا ہے، کیونکہ عوام ہم سے پوچھتی ہے، ہم جواب دہ ہیں، ہمیں بتانا پڑتا ہے کہ ہم خان صاحب کے لیے کیا کر رہے ہیں؟ تو جناب! اگر ہم آج ادھر جذباتی تقاریر کریں تو میرے خیال میں حکومتی اراکین کو یہ سمجھنا چاہیے اور آپ کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ آپ نے ہمارے members کو وقت دیا۔ Reports کی بات کرتے ہیں، منسٹر صاحب، طلال چودھری صاحب نے بات کی۔ اگر میں آج کی report سناؤں جو Supreme Court میں دی گئی ہے، اس میں ایسا کیا ہے؟ specifically کہا گیا ہے کہ خان صاحب کو stress ہے اور اس کی وجہ سے ان کو BP کی بیماری لگ گئی ہے، ان کا blood pressure high ہو گیا ہے، جو کہ ان کو پہلے کبھی بھی نہیں تھا۔

میں وہی باتیں دوبارہ دہرانا نہیں چاہتا جو اس سے پہلے ہوئیں ہیں۔ میں منسٹر صاحب، ڈاکٹر طارق فضل چودھری صاحب کے offer کا اور انہوں نے جو بات کی ہے اس کا خیر مقدم کرتا ہوں کہ وہ چاہتے ہیں کہ dialogue ہوں اور ہم dialogue اس بات پر نہیں کرنا چاہتے ہیں کہ خان صاحب کے لیے ہمیں کوئی deal چاہیے یا ہم نے خان صاحب کو رہا کروانا ہے۔ خان صاحب کی صحت کی بات ہے، اس پر ہم نے بات کرنی ہے، اس لیے ہم نے بیٹھنا ہے۔ لیکن اس میں سال سے زیادہ ہو گیا ہے اور حکومت اس بات پر بھی بات نہیں کرنا چاہتی ہے۔ تو آپ نے کیا کرنا ہے؟ خان صاحب صرف سیاستدان نہیں ہیں، وہ کسی کے والد ہیں، وہ کسی کا بھائی ہیں، کسی کا شوہر ہے۔ ہم family کی بات کرنا چاہتے

ہیں۔ ان کی familyکے ساتھ ظلم ہو رہا ہے۔ وہ تو سیاست میں ہیں، لیکن کیا ان کی بیوی، بشریٰ صاحبہ، کیا وہ سیاسی ہیں؟ کیا ان کے بیٹے سیاسی ہیں؟ کیا ان کی بہنیں سیاسی ہیں؟ ان کا حق نہیں ہے خان صاحب سے ملنے کا؟ ان کا حق نہیں ہے خان صاحب کی صحت کا پوچھنے کا؟ ہمارا صرف یہی نکتہ ہے، جو ہم اس ایوان کو اور حکومت کو بتانا چاہتے ہیں۔

جہاں تک خان صاحب کی صحت کی بات ہے، تو میں doctor نہیں ہوں۔ میری گزارش ہے کہ اس حوالے سے جو report High Court میں دی گئی ہے، اگر آپ اس پر ڈاکٹر ہمایوں صاحب کو میرا بقیہ وقت دے دیں کہ وہ دو تین باتیں کر لیں، کیونکہ یہ بڑا ضروری ہے کہ ایوان کو پتا ہو کہ اس report میں ہے کیا اور اس کا اصل مطلب کیا ہے۔ تو یہ آپ سے گزارش ہو گی کہ آپ ان کو کچھ منٹ کا وقت دے دیں، یہ مہربانی ہو گئی۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ، سینیٹر ذیشان خانزادہ صاحب۔

سینیٹر ذیشان خانزادہ: میں اپنا بقیہ وقت ان کو دے رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: مجھے دونوں طرف سے جو list ملی ہے وہ consensus کے ساتھ ہوئی ہے۔

سینیٹر ذیشان خانزادہ: اگر آپ ان کو وقت نہیں دیتے ہیں تو پھر میں خود اس report میں بات کر لیتا ہوں، لیکن دیکھیں، وہ doctor ہیں، وہ آپ کو اس situation کے بارے میں اچھی طرح سے آگاہ کر دیں گے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ بات کریں، آپ کے پاس وقت ہے، آپ بات کریں۔ آپ کا نام list میں نہیں ہے۔

سینیٹر ذیشان خانزادہ: آپ ان کو دو منٹ دے دیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: اس طرح نہیں ہوگا۔ یہ list consensus سے بنی ہے۔ جی خانزادہ صاحب. please

سینیٹر ذیشان خانزادہ: PIMS کے ڈاکٹر اختر علی صاحب نے یہ کہا ہے کہ the consultant noted that the patient Imran Khan Niazi was seen for complaints of uncontrolled fluctuating blood pressure and associated palpitations

جناب ڈپٹی چیئرمین: ذیشان خانزادہ صاحب، سینیٹ کے قانون کے مطابق آپ mobile use نہیں کر سکتے ہو۔

سینیٹر ذیشان خانزادہ: جناب! میں report کدھر سے پڑھوں، عمران خان کی صحت کے بارے میں ہم بات کرنا چاہتے ہیں اور ہمیں ہر جگہ پر rule پڑھایا جاتا ہے۔ میں نے تو شروع میں بھی کہا ہے کہ جو بات منسٹر صاحب نے کی ہے، میں اس کا خیر مقدم کرتا ہوں اور دوبارہ سے میں یہ repeat کرتا ہوں۔ جناب! اس report میں کہا گیا ہے کہ خان صاحب کا blood pressure 140/100 ہے اور یہ تب ہوتا ہے جب آپ کا مریض جو ہے stress میں ہو اور اس report میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ ڈاکٹر نے کہا ہے کہ وہ stress اسی لیے ہے کہ ان کی ملاقات۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی conclude کریں۔

سینیٹر ذیشان خانزادہ: اس میں بتایا گیا ہے کہ he also complains of obvious causes of his symptoms due to infrequent meetings with his wife, family and social colleagues as a cause of stress and further he complains of stress due to non-availability of newspapers and tv etc.

جناب ڈپٹی چیئرمین: اس کا جواب لیں۔

سینیٹر ذیشان خانزادہ: جناب! یہ دیکھیں، پھر ڈاکٹر نے کیا کہا ہے؟ ڈاکٹر نے کہا ہے کہ I recommend steps to de-escalate mental stress, may include more frequent meetings with his wife, plus more reading material. جناب چیئرمن، یہ بھی ساتھ میں کہا گیا ہے کہ this 74 year gentleman with a stressful attitude is at risk of complications, so I recommend CT, angiography and

medicines کی blood pressure اور ان کو چار پانچ increased blood pressure medication recommend کیں ہیں۔ یہ ایک بہت بڑا issue ہے، یہ report کوئی بھی ڈاکٹر دیکھ لے۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: اسی لیے آپ کو ایک منٹ زیادہ دیا ہے۔

سینیٹر ذیشان خانزادہ: جیسے ہمارے ڈاکٹر ہمایوں ہیں، یہ آپ کو بتا پائیں گے کہ جو اتنی medicine دیں گئی ہیں، اس کا مطلب کیا ہے۔ یہ ایک بہت بڑا مسئلہ ہے اور جب بھی خان صاحب کی صحت کے بارے میں بات ہوتی ہے تو حکومت اس کو serious نہیں لیتی اور اب اس بات پر ہم پہنچ گئے ہیں کہ ان کو نئی بیماریاں لگ رہی ہیں جو کہ خان صاحب کو پہلے کبھی بھی نہیں تھی۔ وہ بہت فٹ تھے اور ابھی بھی ہیں، لیکن ایسے حالات میں ان کو رکھا گیا ہے اور جس طریقے سے ان کو stress دیا گیا ہے، تو آپ سے گزارش ہے کہ اس پر کم از کم ہمیں بات تو کرنے دیں، آپ ہمارے ایک دو سینیٹرز کو دو دو منٹ کا وقت دے دیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ لوگوں کی طرف سے list آئی ہے، ہم ان کو bulldoze تو نہیں کرتے، ایوان کا فیصلہ کیسے bulldoze کریں۔

سینیٹر ذیشان خانزادہ: میں آپ کا مشکور ہوں، آپ وقت دے دیں تاکہ وہ آپ کو اس situation سے آگاہ کریں سکیں۔ یہ میری آپ سے گزارش ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر عبدالقادر صاحب۔

Senator Mohammad Abdul Qadir

سینیٹر محمد عبدالقادر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ (عربی) جس طرح اس وقت خان صاحب کی صحت کے بارے میں ہمارے پی ٹی آئی کے ساتھی بحث کر رہے ہیں اور آج ان کے لیے وقت بھی رکھا گیا ہے اور sufficient time Chair نے ان کو دیا ہے۔ عام طور پر یہی بات دیکھنے میں آئی ہے کہ وہی بات again and again repeat ہو کر سامنے آ رہی ہے۔ آپ خاموشی سے سنیں، میں بالکل مختصر بات کرتا

ہوں۔ اس ملک میں اگر دیکھا جائے تو74, 75 years of ageکے لوگوں کی جو صحت کی حالت ہے، اس میں generally stress or blood pressure, میرے خیال اس وقت بھی خان صاحب کا بالکلidealکے قریب ہے اور آج بھی۔۔

Mr. Deputy Chairman: No cross talk, Order in the House, please.

سینیٹر محمد عبدالقادر: آج بھی، جب بھی آپ کسی سے سنتے ہیں، تو خان صاحب آج بھی دو گھنٹے اپنیexercises کرتے ہیں۔

(مداخلت)

سینیٹر محمد عبدالقادر: آپ بات کرنے دیں گے؟آپ کو ہم نے بات کرنے دی تھی۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: محسن صاحب۔

سینیٹر محمد عبدالقادر: چیئرمین صاحب، دیکھیں، میں یہ کہتا ہوں کہ سیاست کو سیاست کے طریقے سے لے کر چلنا چاہیے۔ دنیا میں بڑی بڑی جنگیں ہوں، بڑے بڑے مسئلے ہوں اور خاص طور پر جس طرح ہمارا ملک ہے۔ (جاری ہے۔۔۔۔T-10)

T10–17Aug2026 Imran/ED: Waqas 05:40 pm

سینیٹر محمد عبدالقادر (جاری۔۔۔۔): دیکھیں، آپ بات کرنے دیں گے، آپ کو ہم نے بات کرنے دی ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: محسن صاحب۔ ایک منٹ۔

سینیٹر محمد عبدالقادر: چیئرمین صاحب! دیکھیں، میں یہ کہتا ہوں کہ سیاست کو سیاست کے طریقے سے لے کر چلنا چاہیے۔ دنیا میں بڑی بڑی جنگیں ہوں، بڑے بڑے مسائل ہوں اور خاص طور پر جس طرح ہمارا ملک ہے، یہاں پر تمام لوگ table پر بیٹھ کر، تمام لوگ اپنے جرگے کرکے، پنجابی میں پریا کہتے ہیں، کرکے تمام مسائل کو حل کیا جاتا ہے۔ اگر حکومت نے، Prime Minister of Pakistan نے، more than once or more than twiceاُن کوofferکیا ہے تو بجائے ملاقات کا شور مچانے کے، اکٹھے بیٹھ کر اُدھر تمام TOR طے کیے جائیں۔ ملاقات کے TOR بھی طے کیے جائیں۔ اگر High courtان کو اجازت دیتی ہے یا حکومت اجازت دیتی ہے تو وہاں

ملاقات کے بعد ایک سیاسی جلسے کی شکل اختیار کر کے بیان دینے شروع کرتے ہیں، لوگوں کو provoke کرتے ہیں تو اُس کو avoid کرنا چاہیے۔ اُسی وجہ سے High court نے ان کی ملاقاتیں بھی بند کیں ہیں۔

دیکھیں! میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ ایک بڑی سیاسی پارٹی ہونے کے ناتے ان کے اندر آج ایک unity of command نہیں ہے۔ کسی کو پتا نہیں ہے کہ کس نے کس طرف جانا ہے، کس کے پاس اختیار ہے اور دیکھیں، آپ لوگ آپس میں ایک consensus پیدا کریں اور اپنے points لے کے حکومت کے ساتھ بیٹھیں۔ دیکھیں! system collapsed ہے یا system elapsed ہے۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئر مین: اپوزیشن کو تو سنیں نا۔

سینیٹر محمد عبدالقادر: دیکھیں، system کھڑا ہے یا system بیٹھا ہے، یہی system ہے، اسی system کے ساتھ آپ نے چلنا ہے۔ اسی system نے ہی Prime Minister بنایا ہے، اسی system نے ہی آپ کو Opposition Leader کی seat دی ہے۔ دیکھیں، اگر آج آپ system کو نہیں مانتے ہیں تو کل منظور کاکڑ کو Opposition Leader ہونا چاہیے کیونکہ وہ بھی Opposition کی seat پر بیٹھا ہے۔ آپ کو Opposition Leader کیوں بنایا ہے؟ اسی لیے بنایا ہے کہ آپ کی بات سنی جائے۔ آپ ایک مہذب طریقے سے اپنی بات کو یہاں رکھیں لیکن صرف شور کرنے سے، دیکھیں آپ galleries کے لیے نہ کھیلیں۔ چیئر مین صاحب! دیکھیں، یہ جب تقریر کرتے ہیں تو سب خاموشی سے سنتے ہیں۔ نہ فاروق نائیک صاحب کچھ بولتے ہیں، نہ شیری رحمان صاحبہ کچھ بولی ہیں اور نہ کوئی اور بیچ میں بولا ہے لیکن جب ہم کوئی بات کر رہے ہیں تو یہ بیچ میں بول رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئر مین: یہ مناسب نہیں ہے جی۔

سینیٹر محمد عبدالقادر: آپ مجھے بتائیں کہ آپ کو یہاں پر Opposition Leader کی seat کس نے دی ہے؟ آپ button دباتے ہیں، اگر system کام نہیں کر رہا ہے تو اب اسی system کے ساتھ آپ نے مسئلہ حل کرنا ہے۔ ہم تو چاہتے ہیں کہ آپ کا مسئلہ حل

ہو۔آپ خود نہیں چاہتے کہ آپ کا مسئلہ حل ہو۔آپ صرف یہ gallery کے لیے کھیل رہے ہیں اور تقریروں کے لیے کر رہے ہیں۔ او بھائی، خدا کے لیے اگر آپ خان کو باہر نکالے کے لیے sincere ہیں تو sincere efforts کریں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: خرم ذیشان صاحب، یہ مناسب نہیں ہے ورنہ ہمیں action لینا ہوگا۔

سینیٹر محمد عبدالقادر: آپ ایک descent طریقے سے اپنے steps طے کریں۔ حکومت کے ساتھ بیٹھیں، آپ SOP بنائیں اور SOP بنانے کے بعد اُس پر عمل کریں۔ یہ تو نہیں ہے کہ آپ آئیں، بیٹھیں، بات کریں، اپنی بات منوائیں اور اگلے کی بات نہ مانیں۔ نہیں، is this possible? کیا دنیا میں کہیں ایسا ہوتا ہے کہ دو پارٹیاں بیٹھ کر dialogue کریں، dialogue کر کے پانچ پانچ، دس دس points بنائیں، پھر ایک پارٹی اپنے points تو منوالے لیکن دوسروں کے points کو ماننے سے انکار کر دے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ جناب۔

سینیٹر محمد عبدالقادر: دیکھیں، کیا یہ خان کو نکالنے کے لیے sincere ہیں، .I really doubt that یہ ان کا حال ہے۔ ابھی شور مچایا ہوا ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: اپوزیشن کے معزز رکن کو بٹھائیں۔ یہ نہیں سن رہے۔

سینیٹر محمد عبدالقادر: یہ صرف tiktok بنانے کے لیے، اپنی rating بڑھانے کے لیے، یہ ان کی چیزیں ہیں۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر مشال! آپ کی آواز بیٹھ گئی ہے۔

سینیٹر محمد عبدالقادر: یہ کہتے ہیں کہ خان صاحب جائیں اور جتنا عرصہ اندر رہ سکتے ہیں، وہ رہیں لیکن ہماری TikTok بنتی رہے۔ For God's sake, اس TikTok سے باہر آ جائیں۔ سیاسی چیزوں کا حل سیاست میں ہے۔ آپ سیاسی چیزوں کو سیاسی طریقے سے حل کریں۔ اس پر زور دیں، اس پر آپ حکومت کے ساتھ بیٹھیں اور آپ اُدھر اپنے points لکھوائیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: بہت شکریہ سینیٹر محمد عبدالقادر! آپ کا نقطہ نظر آ گیا ہے جی۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: محسن صاحب! اس پر سارے House کا consensus ہوا تھا کہ پانچ لوگ ادھر سے بولیں گے اور پانچ لوگ اُدھر سے بولیں گے۔ اُس کے بعد۔۔۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔ آپ پلیز بیٹھ جائیں۔ قادر صاحب! آپ بھی پلیز بیٹھ جائیں۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی ڈاکٹر ہمایوں صاحب۔

Senator Mohammad Humayun Mohmand

سینیٹر محمد ہمایوں مہمند: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ایاک نعبد وایاک نستعین۔ شکریہ جناب چیئرمین صاحب۔ شکریہ رانا ثناء اللہ صاحب۔ آپ کا بھی بہت شکریہ۔ .Thank you very much جناب ایسا ہے کہ۔۔۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: بٹ صاحب پلیز۔ حکومت سنتی ہے۔ آپ بھی سن لیں۔ جی ہمایوں صاحب۔

سینیٹر محمد ہمایوں مہمند: جناب ایسا ہے کہ جو report پیش کی گئی ہے اُس میں simple یہ بتایا گیا ہے کہ خان صاحب کا جو بلڈ پریشر ہے، وہ 100/ 140 تک ہے اور اُس کے اندر fluctuation ہوئی تھی۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: حکومت نے مجھے کہا تھا۔ حکومت اور ان کی طرف سے request آئی تھی۔ نہیں نہیں، ناصر بٹ صاحب! پلیز۔

سینیٹر محمد ہمایوں مہمند: اور وہ diastolic 120 fluctuation تک گئی تھی۔ اس کو medical terms میں hypertensive crisis کہتے ہیں۔ یہ وہ condition ہوتی ہے کہ جس میں آپ کو مریض کو actually admit کرنا پڑتا ہے اور آپ کو دیکھنا پڑتا ہے کیونکہ اس کے ساتھ تین چار چیزیں ہو سکتی ہیں۔ اس میں acute kidneys failure ہو سکتا ہے۔ اس میں cognitive disorders ہو سکتے ہیں، means کہ آپ کے brain پر اس کا اثر ہو سکتا ہے۔ اس کے اندر acute cardiac attack ہو سکتا ہے۔ اس کے اندر اور بہت ساری ایسی چیزیں ہو سکتی ہیں اور جناب، اس کو ایک قسم کا آپ کو پورے طریقے سے investigate کرنا پڑتا ہے۔

درمیان میں ہم سے یہ کہا گیا تھا کہ law کے لحاظ سے یا جو بھی لحاظ ہے، جناب ہمارے درمیاں بڑے prominent lawyers بیٹھے ہیں اور ہمارے پاس منسٹر صاحب بھی بیٹھے ہیں، تو جناب CRPC 497, subclause 1 تین چیزوں کو refer کرتی ہے کہ جتنی خواتین اور بچے ہیں، اگر وہ کسی بھی لحاظ سے جیل میں ہیں تو اُن کو وہاں سے bail دی جا سکتی ہے۔ دوسرے نمبر پر یہ کہ وہ شخص جو بیمار ہوتا ہے تو اس کو bail دی جا سکتی ہے لیکن ہم تو یہ کہہ ہی نہیں رہے کہ عمران خان کو کہیں باہر بھیج دیں۔ ہم یہ کہہ رہے ہیں جو ڈاکٹر صاحب جناب اختر علی بادشاہ صاحب نے دیکھا ہے اور اُن کے اپنے comments ہیں کہ اس کا basic cause stress ہے اور وہ stress اُن کو basically اپنے female قیدیوں اور خاص طور اپنی بیگم کے حوالے سے ہے۔ اُن کی بیگم کی ایک آنکھ کا retinal detachment ہے جس کی treatment ہوئی ہے اور دوسری آنکھ میں بھی یہ problem ہو رہا ہے and she is suffering because of

.thatاب اُن کے یہ ایک بہت stressful بات ہے۔ آپ میں سے جن کے بھی گھر والوں کے ساتھ یہ ہو رہا ہو گا وہ stress میں ہوں گے especially if she is not a politically active person.

جناب، جب ہمیں یہ کہا جاتا تھا اور court سے آتا تھا کہ کوئی ان کی زندگی کی guarantee دے گا؟ کوئی نہیں دے سکتا تھا۔ آپ لوگ بھی نہیں دے سکتے۔ میری صرف آپ لوگوں سے اور اس حکومت سے یہ request ہے کہ جو خواتین ہیں، پلیز آپ اُن کو CRPC 497, subclause 1 کے تحت bail پر رہا کریں۔ اُس کے بعد میں یہ نہیں کہہ رہا کہ آپ عمران خان کو رہا کریں۔ اُن کا وہ stress جس وجہ سے ہو رہا ہے وہ stress کم ہو جائے گا۔ اُنہوں نے خود کہا ہے کہ میں اپنے merit پر باہر آؤں گا، میں ویسے باہر نہیں آؤں گا لیکن اس وقت ہمیں اس کا solution ڈھونڈنا ہے۔ اگر آپ لوگوں نے صحیح معنوں میں solution ڈھونڈنا ہے تو میں آپ کو solution بھی دے رہا ہوں اور اس میں ساری چیزیں ہو جائیں گی لیکن at least Imran Khan deserved to be admitted based on the merit of the disease. Merit of the disease کہتی ہے کہ یہ hypertensive crisis ہے اور جناب، اس میں کچھ بھی ہو سکتا ہے۔ تو میں آپ سے اور حکومت سے request کروں گا کہ please do not play politics in this اور اس میں جو مختلف قسم کے references ہیں، ہم نے بہت سارے references کرتے دیکھے ہیں۔ پچھلے دنوں جسٹس منصور علی شاہ نے لکھا ہے کہ اگر ہمارے اس ملک کو سب سے زیادہ نقصان ہوا ہے تو اُن کے اپنے گھر، وہ judiciary کی بات کر رہے تھے جو کہ عوام کو protect کرنے کے لیے بنتی ہے۔

تو جناب، once more میں آپ سب سے request کروں گا، آپ نے مجھے بھی chance دیا، سب کو chance دیا جس پر thank you very much لیکن please take my words seriously and think about it کہ جو ہماری خواتین ہیں وہ CRPC 497, subclause 1 کے تحت ویسے بھی اُن کا حق بنتا یا اُن کے لیے یہ ہو سکتا ہے اور اُس کے بعد ان شاء اللہ ساری چیزیں normalize ہونا شروع ہو جائیں گی۔ بہت شکریہ۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: ناصر بٹ صاحب! آپ مہربانی کرکے ایک توtimeکا خیال رکھیں گے اور کوشش کریں کہ میٹھی میٹھی باتیں کریں، ٹھنڈی ٹھنڈی باتیں کریں۔ (جاری------T11)

T11-17August2026 Naeem Bhatti/ED: Mubashir 05:40 p.m.

جناب ڈپٹی چیئرمین: ناصر بٹ صاحب! مہربانی کرکے ایک تو وقت کا خیال رکھیں اور کوشش کریں کہ آپ میٹھی میٹھی اور ٹھنڈی ٹھنڈی باتیں کریں۔آج اپنے مزاج سے ہٹ کر باتیں کریں۔

سینیٹر ناصر محمود: میں بات کروں گا تو ان کو آگ لگے گی چاہے میں پیار سے بات کروں۔ ان کے چہرے نظر آرہے ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: ناصر صاحب! آپ Chair سے بات کریں اور دو، تین منٹ میں جلدیconclude کرنا ہے،

Senator Nasir Mehmood

سینیٹر ناصر محمود: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم! جناب چیئرمین۔آج میراtopic یہ ہے کہ PTI جھوٹ بولنا چھوڑ دے، الزامات لگانا چھوڑ دے۔ میری ایک بہن نے ہماری سینیٹر کو کہا کہ میں تمہیں نہیں چھوڑوں گی، اللہ معاف کرے قتل کر دوں گی۔آپ مجھے بتائیں کہ یہ ایسا کیوں کر رہی ہیں؟ جناب چیئرمین! آج ہم نے یہاں بات تو کچھ اور کرنی تھی لیکن ان کے جھوٹ سن سن کر مجھے بولنا پڑ گیا ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: مرزا صاحب آپ ان کو سنیں۔جیconclude کریں۔

سینیٹر ناصر محمود: یہ کہتے ہیں کہ عمران خان صاحب کی صحت اچھی ہونی چاہیے۔ اگر یہ سمجھتے ہیں کہ ان کا blood pressure high ہو گیا ہے، بھائی جان وہPC Hotel میں ہوں تو پھرblood pressure high نہیں ہوتا، جب آپ جیل میں ہوں اور آپ کو پتا ہو کہ آپ190 million کی چوری میں قید ہیں۔ عدالت نے چوری ثابت کر دی ہے، آپ کو سزا ہو گئی ہے، اس کے بعد آپ کو یہ بھی پتا ہے کہ جو سزا دی ہے وہ عدالت نے دی ہے، عدالت جب سزا دے دے تو نہ پھر کوئی باہر آسکتا ہے، نہ کوئی اندر جاسکتا ہے، وہcertified چور ثابت ہوا ہے۔ جب یہ لوگ مسلط ہوئے تو ایک ہی بات کی کہ چور ہیں، چور ہیں، آج کون چور ہے، آج یہ چور ہیں، وہ ایک جارہا ہے، یہ چور ہیں۔ یہ ثابت ہو گیا ہے یہ علی بابا چالیس چوروں کا ٹولا تھا۔ یہ جو اکھٹے تھے، ان سب کی ایکregime تھی، فیض حمید تھا، باجوہ تھا، آصف سعید کھوسہ جج

تھا، ثاقب نثار تھا، یہ سب چلے گئے، یہ شکلیں نہیں دکھا سکتے، کوئی جیل میں ہے، کوئی ہسپتال میں گرا ہوا ہے، کوئی اپنی شکل نہیں دکھا سکتا۔ مجھے بتائیں کہ آج تک ثاقب نثار کو آپ نے کہیں دیکھا ہے؟ کسی شادی میں، کسی محفل میں، اس کو کہیں جاتے ہوئے خود شرم آتی ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: دونوں طرف سے اگر کوئی غیر پارلیمانی الفاظ ادا ہوئے ہیں تو ان کو کارروائی سے expunge کریں۔

سینیٹر ناصر محمود: اس ٹولے نے جو کچھ کیا، یہ لوگ GHQ پر حملہ کرنے والے ہیں، یہ وہ لوگ ہیں انہوں نے 9 مئی کیا۔ انہوں نے Corp Commander کے گھر جا کر آگ لگائی اور پھر کہتے کیا ہیں کہ ہمیں video دکھائیں، ہمیں CCTV footage دکھائیں، آپ بتائیں کہ یاسمین راشد کون تھی جو کہہ رہی تھی کہ ادھر جانا اور پھر کہتے ہیں ہم صرف gate تک لے کر گئے ہیں اور کہا تھا آگے نہ جانا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: بٹ صاحب! ایک منٹ۔ مرزا صاحب آپ اپنی seat پر جا کر quorum کی نشاندہی کریں۔ آپ بھی ڈپٹی چیئرمین رہے ہو۔ آپ دوسرے کی seat پر quorum کی نشاندہی کر رہے ہیں۔

(اس موقع پر کورم کی نشاندہی کی گئی)

سینیٹر ناصر محمود: کتنے رہ گئے ہیں چار، پانچ، یہ سارے ایسے ہی ہیں، یہ الزامات لگاتے ہیں، یہ جھوٹے لوگ ہیں، انہوں نے جو بویا وہ کاٹ رہے ہیں۔

(مداخلت)

سینیٹر ناصر محمود: آپ نے leadership پر بات کی ہے میں اس کا جواب دے رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: ناصر بٹ صاحب آپ تشریف رکھیں۔ quorum کی نشاندہی ہو گئی ہے۔ House quorum میں نہیں ہے، گھنٹیاں بجائیں۔ دونوں طرف سے اس طرح کا غیر پارلیمانی ماحول نہیں ہونا چاہیے۔ بٹ صاحب آپ تشریف رکھیں۔ مشال صاحبہ! آپ نے آگے بھی تقاریر کرنی ہیں، گلا بیٹھ گیا ہے، کل بھی تقریر کرنی ہے، پرسوں بھی کرنی ہے۔ بٹ صاحب آپ تشریف رکھیں۔ دوبارہ گنتی کر لیں۔ محسن صاحب اپنی نشست پر بیٹھیں آپ کو اجازت نہیں باہر جانے کی۔

(Count was made)

The House is not in quorum. The proceedings of the House stands adjourned to meet again on Tuesday the 18th August, 2026 at 11:30 a.m.

[The House was then adjourned to meet again on Tuesday, 18th August, 2026 at 11:30 a.m.]